﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد13 | جمعۃ المبارک 10رفروری2006ء | 11رمحرم الحرام 1427ہجری قمری ۞ 10رتبلیغ 1385 ہجری شمسی | شمارہ 06

مسلمان حاکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے میری اس کوٹھڑی میں فرمایا:

یا اللہ! جوکوئی میری اُمّت کا حاکم ہو پھر وہ ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی کرنا اور جوکوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ ان پر نرمی کرے تو تُو بھی اس سے نرمی فرمانا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل......)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

آنحضرتﷺ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرتﷺ کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے۔

اس لئے ضرور ہے کہ آنے والا مسیح اسی اُمّت سے ہو اور وہ آنحضرتﷺ سے برکت اور تعلیم پائے۔

''اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ آنحضرتﷺ کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپؐ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرتﷺ کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے۔ بدُوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادّعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اس لئے نبوتِ مستقلہ کا دروازہ بند ہوگیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرتﷺ کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے:

''کُلُّ بَرْکَۃٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ''۔

یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرتﷺ کی اتباع کا طفیل ہے۔ اور اسی لئے یہ آپؐ ہی سے ظہور میں آرہے ہیں۔ جس قدر تاثیرات اور برکات وانوار ہیں وہ آپؐ ہی کے ہیں۔

اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ اس کے متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو۔ کیا یہ مانتے ہو کہ اس کو جو کچھ دیا جائے گا وہ آنحضرتﷺ کا ایک امتی ہونے اور آپ کی کامل اتباع کی وجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟

یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰؑ کا متبع تھا۔ پھر یہ توریت کا فخر ہوا نہ کہ قرآن مجید کا۔ پھر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھا جاوے جو آنحضرتﷺ اور قرآن مجید کی ہتکِ شان کا موجب ہے۔ اس لئے یہ ضرور ہے کہ آنے والا مسیح اسی اُمّت سے ہو اور وہ آنحضرتﷺ سے برکت اور تعلیم پائے اور آپؐ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔

مَیں نے دیکھا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقعہ پر چالاکی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ اُمّتی ہوگا۔ یہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور اَمَّکُمْ مِنْکُمْ لکھا ہوا ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کو اُمّتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اُمّتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرتﷺ کی ہدایت کے بغیر گمراہ تھا۔ جو رُشد اور ہدایت اس نے پائی وہ آنحضرتﷺ کی اتّباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰؑ پہلے گمراہ تھے اور اب بھی گمراہ ہیں۔ جس وقت آئیں گے اس وقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرنے سے وہ درجہ اور عزّت انہیں ملے گی۔ پھر اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کا مفہوم اس صورت میں تو درست نہ ٹھہرا۔

افسوس کا مقام ہے کہ ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرتﷺ کے ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور جو حَکَم ہو کر آیا تھا اس کا انکار کردیا۔ پھر ان کو سمجھ آوے تو کیونکر۔

اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تھا کہ آنے والا امام تم میں سے ہی ہوگا۔ مگر یہ اس پر راضی نہیں ہوتے۔ یہ اُمّت کو شَرُّالْاُمَمْ اور یہودی بنا کر تو خوش ہوجاتے ہیں لیکن مسیح اور امام کا آنا اس اُمّت سے تسلیم نہیں کرتے۔ اب یا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار کرلیا کہ وہ ملعون ہیں (نعوذ باللہ)۔ عیسائیوں نے لعنتی تو ان کو کہہ دیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر ہیں۔ اگر ان کو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبھی نہ کہتے۔ مَیں نے فتح مسیح کو لکھا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندۂ درگاہ ہو اور خدا اُس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو اور شیطان سے جاملے۔ اب بتاؤ کہ تم مسیح کے لئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکھ سکا۔ اور حقیقت میں اس کا جواب ہے ہی نہیں۔ انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے لئے تراش لیا۔ اب جو خبر ہوئی تو فکر پڑی کہ کیا کیا جاوے۔

اسی طرح پر اگر یہ لوگ اُمّتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کریں تو غلطی نہ کھائیں۔ کیونکہ اُمّتی کے معنے یہی ہیں کہ وہ آنحضرتﷺ کے فیضان وبرکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے۔ لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہیں وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے۔ اس کو کونسا موقعہ ملا کہ آنحضرتﷺ سے استفاضہ کرے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 430-432 جدید ایڈیشن)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

فرمودات خلفاء

تصوف کیا ہے؟۔ درجہ احسان

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''جب مومن کفر وشرک کی ظلمات سے، قوم کے رسوم، قوم کے تعلقات، بزرگوں کی یادداشتوں کی ظلمات سے صحبت نبوی کی برکات کے ذریعے نکلتا ہے اور اس کے دل سے حُبُّ لِّغَیْرِاللّٰہ اٹھتی جاتی ہے تو پھر وہ اللہ جلّ شانہٗ کے سارے احکام کو شرح صدر سے مانتا ہے۔ اس کے لئے تمام ماسوی اللہ کے تعلقات کو توڑ دیتا ہے اور محض اللہ ہی کا ہوجاتا ہے۔ تو یہ تیسرا درجہ ہے جسے احسان کہتے ہیں۔ اور یہ مومن کی اس حالت کا نام ہے جب اسے ہر حال میں اپنا مولیٰ گویا نظر آنے لگتا ہے۔ اور وہ مولیٰ کی نظر عنایت کے نیچے آجاتا ہے اور وہ غالبًا اس کی رضامندی کے خلاف کوئی حرکت وسکون نہیں کرتا۔ چنانچہ جبرائیل کے سوال اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ کے جواب میں نبی کریمﷺ فرماتے ہیں: ''اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ'' (بخاری کتاب الایمان) تو اللہ کی فرمانبرداری ایسی کرے گویا کہ تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھتا تو یہ سمجھے کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ مثال کے طور پر یہ دیکھ لو۔ جب انسان کسی امیر یا بادشاہ کو اپنا محسن ومربی سمجھے تو پھر اس کے سامنے اور سب کچھ بھول جاتا ہے اور اس کے مقابل میں کسی چیز کی پروا نہیں کرتا یا مثلاً بعض لوگ مکان بناتے ہیں تو اس کی تعمیر کی فکر میں ایسے مبہوت ہوجاتے ہیں کہ گویا مکان میں فنا ہوگئے ہیں۔

مومن کو چاہئے کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہوجاوے یہاں تک کہ اس کے بغیر اسے کوئی خیال نہ رہے۔ اس درجہ احسان کو دوسرے لفظوں میں تصوف کہتے ہیں۔......ان کا نام صوفی ہے لِصَفَآءِ اَسْرَارِھِمْ وَنَقَآءِ اَخْفَارِھِمْ۔ ان کے دلی خیالات صاف ہوتے ہیں۔ ان کے اعمال میں کوئی کدورت نہیں ہوتی۔ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل کے لئے اوّل صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس دارالغرور میں دل نہیں لگاتے۔ ......صوفی موت کی تیاری کرتا ہے قبل اس کے کہ موت نازل ہو۔ ظاہری وباطنی طور پر پاکیزہ رہتا ہے یہاں تک کہ تجارت وبیع اس کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی۔ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ﴾ (النور:38)۔ اصحاب صفہ انہی لوگوں میں سے تھے۔ یہ لوگ دن بھر محنت ومشقت کرتے، اس سے اپنا گزارہ کرتے اور اپنے بھائیوں کو بھی کھلاتے اور پھر رات بھر وہ تھے اور قرآن شریف کا مشغلہ''۔

(خطبات نور صفحہ 450-451)

تعارف کتب

سوانح فضل عمر حصہ اوّل تا پنجم

(حبیب الرحمن زیروی۔ ربوہ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے سوانح کا خاکہ آپ کی ولادت سے تین سال قبل اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ان الہامی الفاظ میں بتایا تھا:۔

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیّوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"۔

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء)

فضل عمر فاؤنڈیشن کے اوّلین مقاصد میں سیدنا حضرت مصلح موعود فضل عمر کی سوانح کی تالیف واشاعت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عظیم الشان سوانح کی اہمیت کے پیش نظر اس کی تالیف وتدوین کا کام مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سرانجام دے رہے تھے اور خدا کے فضل سے آپ کو سوانح فضل عمر کی پہلی دو جلدیں تالیف کرنے کی توفیق ملی۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب مربی سلسلہ کا تقرر بطور مؤلف سوانح فضل عمر منظور فرمایا۔ انہیں سوانح فضل عمر کی جلد سوم، چہارم اور جلد پنجم تالیف کرنے کی سعادت ملی ہے۔ جلد اوّل تا چہارم حضرت مصلح موعود کے سوانح پر مشتمل ہے جبکہ جلد پنجم آپ کی سیرت پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل دسمبر ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔

حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:۔

"حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی سوانح کی تصنیف و ترتیب کا کام فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے فیصلہ کے مطابق قبل ازیں استاذی المکرّم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے سپرد تھا۔ آپ نے بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ کئی سال تک اس بارہ میں متفرق مواد کو یکجا کیا اور ابتدائی چند ابواب کی تصنیف بھی مکمل کر لی لیکن بعد ازاں بعض مصالح کے پیش نظر یہ ذمہ داری خاکسار راقم الحروف کے کندھوں پر ڈال دی گئی۔

خاکسار کے لئے ازسرنو اِس کام کا آغاز کرنا ایک مشکل امر تھا اور جو طویل مواد مکرم ومحترم ملک صاحب نے بڑی محنت سے یکجا کیا تھا اس کے بغور مطالعہ کے لئے ہی بہت وقت درکار تھا۔ افسوس کہ اپنی دیگر مصروفیات اور مشاغل کے باعث میں اس اہم کام کے لئے خاطر خواہ وقت نہ دے سکا۔ نتیجۃً توقع سے زیادہ تاخیر ہوتی چلی گئی اور اب کئی سال انتظار کے بعد حضرت فضل عمر کی طویل سوانح حیات کی پہلی جلد ہدیۂ قارئین کرنے کے قابل ہوسکا ہوں۔

حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد کی سوانح حیات کئی پہلوؤں سے ایک عام دُنیاوی رہنما یا جرنیل یا اہلِ قلم کی سوانح سے مختلف اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور گو اِس وقت ہمارا یہ دعویٰ بعض قارئین کو عجیب معلوم ہو لیکن ہر آنے والا سال ہمارے اس دعویٰ کی صداقت پر نئی شہادتیں ثبت کرتا رہے گا کہ آپ اُن ممتاز ابنائے آدم میں سے تھے جو صدیوں ہی میں نہیں بلکہ ہزاروں سال میں کبھی ایک بار اُفق انسانیت پر طلوع ہوتے ہیں اور جن کی روشنی صرف ایک نسل کو نہیں بلکہ بیسیوں انسانی نسلوں کو اپنی ضیا پاشی سے منور کرتی رہتی ہے۔ آپ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ کی حیثیت سے اُس وقت مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے جب آپ کی عمر صرف ۲۵ برس تھی۔ مسلسل ۵۲ سال تک آپ نے خلافتِ احمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کو سرانجام دیا اور ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔"

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جلد اوّل کے پیش لفظ میں پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

آپ کے سوانح اس عظیم الشان پیشگوئی کے اجمال کی تفصیل ہیں۔

"حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ ربہ نے بہت محنت اور عرق ریزی سے انہیں ترتیب دیا ہے۔ پہلی جلد بہت انتظار کے بعد اب قارئین کے ملاحظہ کے لئے تیار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے محبین اور مشتاقین کے جذبہ شوق کے لئے پہلی جلد اور آئندہ جلدیں باعث تسکین اور اطمینان ہوں گی۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے ناظرہ قرآن کریم ختم کرنے پر محمود کی آمین تحریر فرمائی اس آمین کے چند اشعار پیش ہیں۔

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مُرادوں والے پُر نُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

سوانح فضل عمر جلد اول سے چند اقتباسات پیش ہیں۔

پاکیزہ بچپن

حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے مُصمّم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا"

(الفضل ۲ جون ۱۹۲۴ء صفحہ۸)

❁......اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی آپ کے ذہنی انقلاب کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"۱۹۰۰ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جُبّہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جُبّہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے۔ مَیں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔

جب میں گیارہ سال کا ہوا اور ۱۹۰۰ء نے دُنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں، اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہوگیا۔ میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ مَیں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا......مگر آج بھی اس دُعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مَیں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اُس وقت میں بچہ تھا۔ اب مجھے زائد تجربہ ہے۔ اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اِشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جُبّہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور متبرک ہے یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا، پہن لیا تب میں نے اس کوٹھڑی کے جس میں مَیں رہتا تھا دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا! اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی"۔

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

مقدس عہد

❁......حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت میں اُنیس سال کا تھا مگر مَیں نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ:

"اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچّے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

"انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں۔ سُستی کی بھی، چستی کی بھی۔ علم کی بھی جہالت کی بھی۔ اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر آج تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چُستی کی گھڑی تھی، ایسی علم کی گھڑی تھی، ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرّہ اس عہد میں شریک تھا اور اس وقت میں یقین کرتا تھا کہ دُنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتّوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ شاید اگر دُنیا میری باتوں کو سُنتی تو وہ اُن کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا، یقیناً وہ اُسے جنون اور پاگل پن سمجھتی۔ مگر میں اپنے نفس میں اِس عہد کو سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ میں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں۔ انہی کے مطابق اور مناسبِ حال یہ وعدہ ہے"۔ (الفضل ۲۱ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۳)

❁......حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریر فرمودہ **سوانح فضل عمر جلد دوم** کی اشاعت ۱۹۸۸ء میں ہوئی جس میں حضرت فضل عمر کے زمانہ خلافت کے ابتدائی سالوں کا جائزہ لیا گیا۔ نظام جماعت احمدیہ کی تشکیل وترویج اور نظارتوں کا قیام۔ مجلس مشاورت کا باقاعدہ قیام، تحریک شُدھی اور مستورات کی تنظیم "لجنہ اماء اللہ" کے قیام کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

❁......**سوانح فضل عمر جلد سوم** مولانا عبدالباسط صاحب شاہد مربی سلسلہ کی تحریر کردہ ہے جس کی اشاعت ۱۹۹۵ء میں ہوئی جس میں حضرت فضل عمر کے پہلے سفر یورپ، جنگ عظیم اوّل اور دوئم، حضرت فضل عمر کی خدمت قرآن، آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت، تحریک جدید اور وقف جدید کے قیام اور حضرت فضل عمر کے دعویٰ مصلح موعود کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ جلد سوم میں سے چند اقتباسات پیش ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

شوق تبلیغ

"جہاں تک مَیں نے غور کیا ہے مَیں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے

اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دُعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس کا جوش پاتا تھا اور دُعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں"۔

(منصب خلافت انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۵،۳۶)

پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونے کا اعلان

مصلح موعود کی پیشگوئی، اس بارہ میں خُدائی انکشاف اور پھر اس نشان کے پورا ہونے کا نہایت پُرشوکت اور مؤثر رنگ میں حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا۔ اور وہ نظارہ بہت رُوح پرور اور وجد آفرین تھا۔ جب حضور نے اس مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلہ کشی فرمائی تھی یہ اعلان فرمایا کہ:

"مَیں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا...... وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے"۔

(الفضل ۱۹/فروری ۱۹۵۶ء)

آپ نے اپنے دعویٰ کے متعلق حلفیہ بیان دیتے ہوئے فرمایا:-

"مَیں اسی واحد وقہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں، ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مَیں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی"۔ (الفضل ۱۵/مارچ ۱۹۴۴ء)

❁......**سوانح فضل عمر جلد چہارم** ۲۰۰۱ء میں طبع ہوئی اس جلد میں حضرت فضل عمر کے سوانح کا تذکرہ آپ کی کامیاب و کامران زندگی کے اہم ادوار پر مشتمل ہے۔ جلسہ خلافت جوبلی ۱۹۳۹ء، قادیان سے ہجرت، نئے مرکز ربوہ کی تعمیر، ملّی خدمات اور بین الاقوامی فورم پر لبنان، عراق اور انڈونیشیا کی آزادی کے لئے جماعت کی خدمات، مسئلہ فلسطین پر بروقت انتباہ اور جامع راہنمائی، ہندوستان کی تحریک آزادی کے مختلف مراحل اور تقسیمِ برصغیر کے موقع پر پیش آنے والے اہم واقعات اور استحکامِ پاکستان کے لئے مفید رہنمائی شامل ہیں۔

❁......سوانح فضل عمر جلد چہارم سے چند اقتباسات پیش ہیں۔ حضرت فضل عمرؓ فرماتے ہیں۔

"مجھے اپنے لئے اس بحث کی کوئی ضرورت نہیں کہ کون سی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے...... اگر دُنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا۔ اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اُٹھے گا گرایا جائے گا۔ جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل اور رُسوا ہوگا۔

پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! میں تم سے کہتا ہوں خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جب تک آپ لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا...... پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو...... بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے تم دُعاؤں میں لگے رہو تا کہ قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس ارشاد کا یہی مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم دُعا کرو کہ میرے بعد تمہیں پہلی خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت میں دُعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں دُعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں دُعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں چوتھی خلافت ملے۔ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے گا۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو۔ اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دُنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے۔ کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے اس آیت میں کیا ہے۔"

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۹۲،۵۹۳)

حضرت فضل عمر کی تصانیف

فضل عمر فاؤنڈیشن نے ان علمی خزانوں کی ضرورت واہمیت اور احباب جماعت کی خواہش واصرار کے احترام میں حضور کی کتب "انوار العلوم" اور علوم و معارف کے بکھرے ہوئے خطبات "خطبات محمود" کے نام سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلہ کی بعض کتب ہمارے قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ اس وجہ سے حضور کی تصانیف وتقاریر الگ پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہاں یہ اعتراف بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی کتب کا خلاصہ وتعارف پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ آپ کی تصانیف میں علوم و معارف کا اتنا ہجوم ہے کہ اس کا اپنے اپنے ظرف کے مطابق کسی قدر اندازہ انتہائی مفید و موثر کتب کو پڑھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ روحانی ورثہ جو قرآن کریم کی ایسی تشریح وتفسیر ہے جس سے خاتم الکتب کی ارفع واعلیٰ شان ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے صاحب لولاک کے بے مثال مقام کی توضیح وتبیین ہوتی ہے اس میں اتنا تنوع ہے کہ انہیں پڑھنے کے بعد یہی شعور واحساس حاصل ہوتا ہے کہ ان سے صحیح طور پر استفادہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا بار بار بالالتزام مطالعہ کیا جاتا رہے۔

تفسیر قرآن تو آپ کا مرغوب و پسندیدہ موضوع تھا۔ صاحب جوامع الکلم کے ارشادات کی حکمت وفلسفہ بیان کئے بغیر تو کوئی بھی سنجیدہ موضوع مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ ان معارف کے پہلو بہ پہلو علم تمدن، علم معاشیات، علم سیاست، علم مناظرہ، علم تاریخ وفلسفہ، تاریخ، علم نفسیات، علم زراعت علم صنعت وحرفت، علم تہذیب واخلاق اور دوسرے مفید علوم آپ کی تصانیف وتقاریر کی پہچان ہیں۔

آپ کی تصانیف کی فہرست سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ ۴۷۲ تا ۴۹۶ پر شامل ہے۔

سیدنا حضرت فضل عمر جلسہ سالانہ خلافت جوبلی (۱۹۳۹ء) کی تقریر میں بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:-

" میں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا مَیں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاست اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔ پیغامی ہوں یا مصری ان کی اولادیں جب بھی خدمت دین کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ وہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ بلکہ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو۔"

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۷)

حضرت فضل عمر کا منظوم کلام

سوانح فضل عمر جلد اوّل میں حضرت مصلح موعود کے منظوم کلام کے چند منتخب اشعار پیش کئے گئے ہیں۔ حضور عمر بھر اس خدا داد ملکہ سے کام لیتے ہوئے جماعت کی تربیت و تلقین کے لئے اردو، عربی اور فارسی میں اشعار کہتے رہے۔ ہر شعر میں کوئی پیغام ہے۔ آپ کے اشعار کا مجموعہ "کلام محمود" کے نام سے شائع شدہ ہے جو کہ تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ کے کلام کی اثر پذیری اور افادیت کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اشعار ایک لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود جماعت کے افراد میں آج بھی اسی طرح مقبول اور معروف ہیں جیسے آپ کی زندگی میں تھے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

مومن تو جانتا ہی نہیں بزدلی ہے کیا
اس قوم میں فرار کا دستور ہی نہیں

اے شعاع نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رسوا نہ کر

فرزانوں نے دُنیا کے شہروں کو اُجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے
ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

ربوہ کو تیرا مرکز توحید بنا کر
اِک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں
ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دُعا گو
کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہ کو دُعائیں

آہ کیسی خوش گھڑی ہو گی کہ بانیل مرام
باندھیں گے رخت سفر کو ہم برائے قادیان
جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیان

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

یہ عشق وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پرواہ جاتی ہے اگر تو جانے دو

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زورِ دُعا دیکھو تو

محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اُس پہ توکل کر کے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

کیا ہوا تم سے جو ناراض ہے دُنیا محمود
کس قدر تم پہ ہیں الطاف خدا دیکھو تو

نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا

۱۹۱۴ء سے شروع ہونے والا مبارک دور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ کامیابی و کامرانی کی عظیم منزلیں طے کرتے ہوئے برابر آگے بڑھتا گیا۔ نصف صدی کی اس خوشگوار اور ایمان افروز داستان میں بعض نہایت مشکل اور کڑے وقت بھی آئے۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت دور کے آغاز ہی میں قادیان سے تعلق منقطع کرنے والوں نے قادیان کی بعض عمارتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے یہ عمارتیں خدمت اسلام کے لئے بنائی تھیں مگر جلد ہی ان پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ ایک اور طرف سے یہ آواز گونجتی ہوئی سنائی دی کہ جماعت کی اکثریت تو ہمارے ساتھ ہے، اقلیت جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک بھاری بھرکم آواز یہ کہتے ہوئے سنی گئی کہ منارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہا دی جائیں گی اور قادیان سے احمدیت کا نام ونشان تک مٹا دیا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اپنی اس خوش فہمی کی بناء پر اپنے نام کے ساتھ "فاتح قادیان" لکھنا شروع کر دیا۔ ان شدید ترین مخالفتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے احیاء دین اور قیام شریعت کی خوشنما کونپل آہستہ آہستہ زمین میں مستحکم ہوتی گئی۔ اس کی جڑیں مضبوط اور اس کا تنا اور پھل پھول بڑھتے اور پھیلتے چلے گئے۔ افریقہ کے متعدد ممالک، امریکہ کی متعدد ریاستیں، یورپ کے متمدن و مہذب ممالک، ایشیاء اور آسٹریلیا کے مختلف مقامات احمدیہ خدمات سے استفادہ کرنے لگے۔ بیرونی ممالک میں تحریک جدید پھلنے پھولنے لگی۔ اندرون ملک اصلاح و ارشاد اور وقف جدید کا اصلاحی جال طائران قدس کو اپنی طرف مائل کرنے لگا۔ مخالفوں کی مخالفتیں هَبَاءً مَّنْثُورًا ہوتی چلی گئیں اور احمدیت اپنے نیک اثرات دنیا بھر میں پھیلانے لگی۔ حضرت فضل عمر کا قائم شدہ نظام جس کی آپ نے لمبا عرصہ خود نگرانی اور حفاظت فرمائی قدرتی اور

طبعی طریق سے ہمہ جہتی ترقی کرنے لگا اور احمدیت کا ہر آنے والا دن پہلے دن سے بہتر حالت پر طلوع ہوا۔ حضرت فضل عمر طبعی و بشری تقاضوں کے مطابق عمر کے آخری حصہ میں بیمار ہو گئے۔ آپ سے والہانہ محبت و عقیدت کی وجہ سے جماعت کے ہر فرد کو یہ بیماری بہت دکھ دینے والی اور بہت لمبی لگی مگر اس میں بھی کئی مصالح اور فوائد مُضمر تھے۔

حضرت فضل عمر نے تحریر فرمایا:-

”اے میرے خدا جو میرا حقیقی باپ اور آسمانی باپ ہے مجھے اپنے بچوں کی فکر نہیں ہے کہ وہ یتیم رہ جائیں گے۔ مجھے اس کی فکر ہے کہ وہ جماعت جو سینکڑوں سال بعد تیرے مامور نے بنائی تھی وہ یتیم رہ جائے گی۔“

(الفضل ۲۲/مارچ ۱۹۵۵ء)

۱۹۵۴ء کے قاتلانہ حملہ اور ۱۹۵۵ء میں اعصابی کمزوری گھبراہٹ وغیرہ کے دورہ کے بعد ڈاکٹروں نے حضرت فضل عمر کو بغرض علاج اور آرام یورپ یا امریکہ جانے کا مشورہ دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو سفر یورپ کے لئے قصر خلافت ربوہ سے روانہ ہوئے اور علاج کے بعد ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو حضور انور بخیریت کراچی واپس تشریف لائے اور آپ کی صحت عارضی طور پر بحال ہونی شروع ہوئی۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نے مجلس مشاورت کے تمام اجلاسات کی صدارت فرمائی۔ اسی طرح ۱۹۶۰ء تک آپ نے جلسہ سالانہ پر تقاریر فرمائیں۔ ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۲ء کے جلسہ سالانہ پر حضور کی تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پڑھ کر سنائیں۔ جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء اور ۱۹۶۴ء پر حضرت فضل عمر کے پیغامات حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنائے۔ ۱۹۶۰ء سے مسلسل حضرت فضل عمر بستر علالت پر رہے اور بیماری کے مختلف ادوار آئے۔ لیکن ۱۹۶۵ء میں آپ کی صحت مسلسل خراب رہنی شروع ہوئی اور صحت زیادہ بگڑنی شروع ہوئی۔ ۸/نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت فضل عمر کی آخری بیماری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”ہمارے نہایت ہی پیارے امام میرے محبوب روحانی اور جسمانی باپ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی بیماری کے آخری چند لمحات کی یاد ایک نہ مٹنے والا نقش ہے...... تمام اعزاء اور اقرباء بھی سب اردگرد اکٹھے تھے۔ سب کے ہونٹوں پر دُعائیں تھیں اور سب کی نظریں اس مقدس چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ سانس کی رفتار تیز تھی اور پوری بے ہوشی طاری تھی چہرے پر کسی قسم کی تکلیف یا جدوجہد کے آثار نہ تھے۔ میں نے کسی بیمار کا چہرہ اتنا پیارا اور ایسا معصوم نظر آتا ہوا نہیں دیکھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس حالت میں ہم کتنی دیر کھڑے رہے اور سانس کی کیفیت میں وہ کیا تبدیلی تھی جس نے ہمیں غیر معمولی طور پر چونکا دیا...... میں نے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی...... سورہ یٰسین کی تلاوت کے دوران ہی میں سانس کی حالت اور تشویشناک ہو چکی تھی اور تلاوت کے اختتام تک زندگی کی کشمکش کے آخری چند لمحے آ پہنچے تھے...... تقریباً بیس منٹ کے بعد حضور کو اپنے آسمانی آقا کا آخری بلاوا آ گیا۔ اس وقت کا منظر اور کیفیت ناقابل بیان ہیں۔ ہم نے آسمان سے صبر اور سکینت کو اپنے قلوب پر نازل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور یوں محسوس ہوا جیسے ضبط و تحمل کی باگ ڈور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔ آنکھوں سے آنسو ضرور جاری تھے اور دلوں سے دعائیں بھی بدستور اُٹھ رہی تھیں مگر سب دِل کامل طور پر راضی برضا اور سب سر اپنے معبود، خالق و مالک کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ ہم ٹکٹکی لگا کر اسی طرح خدا جانے کب تک اس پیارے چہرے کی طرف دیکھتے رہے جسے موت نے اور بھی زیادہ معصوم اور حسین بنا دیا تھا“۔

(سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ ۵۳۲ تا ۵۳۵)

۸/نومبر ۱۹۶۵ء کو یہ دور تکمیل کو پہنچا۔ اس دور کی غیر معمولی کامیابیوں کے پس پردہ یقیناً خدائے قادر و توانا کا مضبوط ہاتھ تھا۔

سوانح فضل عمر حصہ چہارم صفحہ ۵۴۳ تا ۵۴۵ میں حضرت فضل عمر کی حیات طیبہ پر ایک نظر ڈالی گئی ہے۔

سوانح کی زیر نظر جلدوں میں حضرت فضلِ عمر کی زندگی کے مختلف ادوار کا کسی قدر احاطہ کیا گیا ہے۔ تاہم اس فدائی ملت کے کارنامے مرور زمانہ کے ساتھ مدہم ہونے کی بجائے زیادہ نمایاں ہوتے چلے جائیں گے اور اس موضوع پر تحقیق و تحریر کا کام بھی ہمیشہ جاری رہے گا۔

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(کلام محمود)

حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت مبارکہ کا احاطہ کرنا سہل نہیں ہے۔

۞......**سوانح فضل عمر جلد پنجم** جس کی اشاعت ۲۰۰۴ء میں ہوئی میں آپ کی سیرت کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ۵۶۵ صفحات پر مشتمل اس جلد میں سیرت مصلح موعود کے نمایاں پہلوؤں کی بعض مثالیں دی گئی ہیں۔ جن میں محبت الٰہی، عشق رسول، قبولیت دُعا، مخالفوں سے حُسنِ سلوک، آپ کا علمی ذوق، تبلیغ دین، تربیت کے انداز، مہمان نوازی، خدمت خلق، حضور کے بعض سفروں کے واقعات، حضور کے بعض خطوط پر اور بعض دیگر حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ محنت کی عادت، عائلی زندگی، حضرت فضل عمر کی شادیوں اور مبارک اولاد کی تفصیل دی گئی ہے اور زندگی کے بعض دوسرے دریچے کھولے گئے ہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ احباب جماعت کے لئے روشنی کا مینار ہے جس سے ہم اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشعلِ راہ سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی سیرت کے نور سے ہمارے سینے روشن کر دے۔ آمین

سوانح فضل عمر جلد پنجم میں حضرت فضل عمر کی حیات مبارکہ سے متعلق مختلف ادوار کی 120 نادر اور نایاب تصاویر شامل کی گئیں ہیں جنہیں ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے انتہائی کوشش اور محنت سے اکٹھا کیا ہے۔ نیز حضرت فضل عمر کی ایک نادر تحریر کا عکس بھی شامل کیا گیا ہے۔

۞......سوانح فضل عمر حصہ پنجم سے چند اقتباسات کو پیش کر کے اس تعارف کو ختم کیا جاتا ہے۔

حضرت فضل عمر تحریر فرماتے ہیں۔

”اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں مگر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ میلے پر اور میل بھی لگ جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ پس اپنے آپ کو صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ اتحاد، محبت، ایثار، قربانی، اطاعت، ہمدردیٔ بنی نوع انسان، عفو، شکر، احسان اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔ دُنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر مجھے اس کا فکر نہیں۔ اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لو تو دُنیا تم کو ہلاک نہیں کر سکتی کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے نہ ہلاک ہونے کے لئے۔“

(الحکم ۱۴/اگست ۱۹۲۴ء)

۞......آئندہ نسلوں کی تربیت و راہنمائی بھی حضور کے مدنظر تھی اس کے متعلق ایک اور موقع پر فرمایا:-

”اس میں شک نہیں کہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متعلق ہزار سال قبل بھی غور کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً ابھی ہمیں حکومت نہیں ملی مگر اس کے قواعد اور طریق نظم ونسق کے متعلق میری کتابوں میں بحثیں موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں جو نور ملا ہے اسے بعد میں آنے والوں کی نسبت ہم زیادہ اچھی طرح پیش کر سکتے ہیں اور چونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے ہم اسے پیش کرتے رہتے ہیں تا آئندہ نسلوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ کیونکہ اس بارہ میں وہ ہماری رہنمائی کی بہت زیادہ محتاج ہیں۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۰ء صفحہ ۳۲)

خدا تعالیٰ نے حضرت فضل عمر کو ایسی کامیاب زندگی سے نوازا جو دُنیا میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ حضور اپنی زندگی کے گزرے ہوئے ایام کو ذہن میں لاتے ہوئے بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:-

”خدا نے ایک ایک کر کے مجھے سچائیوں کے قائم کرنے کا موقع دیا ہے۔ ایک منٹ کے لئے بھی میں شبہ نہیں کر سکتا کہ مجھ سے ان معاملات میں غلطیاں ہوئی ہیں۔ بلکہ خواہ مجھے ایک کروڑ زندگیاں دی جائیں اور ایک کروڑ دفعہ مر کر میں پھر اس دنیا میں واپس آؤں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ میں پھر بھی اسی طرح ان صداقتوں کی تائید کروں گا جس طرح گزشتہ زندگی میں کرتا رہا ہوں میرے لئے سب سے بڑا فخر یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تعلیمیں جنہیں بعض لوگ مٹانے کی فکر میں تھے، جنہیں بعض لوگ دبانے کی فکر میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے ذریعہ زندہ کیا............ اللہ تعالیٰ اپنے کام کے لئے آسمان سے نہیں اُترتا وہ اپنے کسی بندے کے ہاتھ کو ہی اپنا ہاتھ قرار دیتا اور اپنے کسی بندے کی زبان کو ہی اپنی زبان قرار دے دیتا ہے۔ تب اُس کا ہاتھ جو کچھ کرتا ہے وہ درحقیقت خدا ہی کرتا ہے اور اُس کی زبان جو کچھ کہتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کہہ رہا ہوتا ہے۔ پس مجھے خوشی ہے کہ اس ہاتھ کے بلند کرنے کے لئے خدا نے اپنے فضل سے مجھے چن لیا اور جو کچھ وہ عرش سے کہہ رہا تھا اسے اس نے میرے ذریعہ سے دنیا میں پھیلایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو ایسے طور پر قائم کر دیا کہ ان مسائل کے متعلق دشمن اب کسی طرح حملہ نہیں کر سکتا۔“

(الفضل ۱۲/جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۳)

ایک اور جگہ حضور فرماتے ہیں:-

”جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، جب لوگ میرے کاموں کی نسبت ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں گے، جب سخت دل سے سخت دل انسان بھی جو اپنے دل میں شرافت کی گرمی محسوس کرتا ہوگا ماضی پر نگاہ ڈالے گا، جب وہ زندگی کی ناپائیداری کو دیکھے گا اور اس کا دل ایک نیک اور پاک افسردگی کی کیفیت سے لبریز ہو جائے گا اس وقت وہ یقیناً محسوس کرے گا کہ مجھ پر ظلم پر ظلم کیا گیا اور میں نے صبر سے کام لیا حملہ پر حملہ کیا گیا لیکن میں نے شرافت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اگر اپنی زندگی میں مجھے اس شہادت کے سننے کا موقع میسر نہ آیا تو میرے مرنے کے بعد بھی یہ گواہی میرے لئے کم لذیذ نہ ہوگی۔ یہ بہترین بدلہ ہوگا جو آنے والا زمانہ اور جو آنے والی نسلیں میری طرف سے ان لوگوں کو دیں گی اور ایک قابل قدر انعام ہوگا جو اس صورت میں مجھے ملے گا۔“

(انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۳)

سوانح فضل عمر کے اس تعارف کو حضور کے ہی الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے۔

”پس مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت اور اپنے جلال اور اپنی بے انتہاء قدرتوں کا مظہر بنا دے اور اس کی شان اور عظمت تمام دنیا اور اس کے ہر گوشہ میں ظاہر ہو اور خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے لئے اور اس کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کر دیں اور ہماری نسلوں کو بھی توفیق عطا فرما دے اور کوئی وسوسہ ہمیں اس سے جدا نہ کر سکے۔ وہ ہمارا ہو اور ہم اس کے ہو جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ“۔

(الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۱)

میری تو حق میں تمہارے یہ دُعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

ظلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہرِ اَنوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

(کلام محمود)

۞۞۞۞۞۞

محض باتیں بنانا انسان کی عزت کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قائم نہیں کرتا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

ماریشس اور قادیان، انڈیا کے دورہ کے حالات و واقعات، احباب جماعت کے اخلاص، محبت و فدائیت اور غیر مسلم شرفاء و معززین کے حسنِ سلوک کا دلچسپ، ایمان افروز اور رُوح پرور تذکرہ

جماعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفت کے باوجود دنیا میں ہر جگہ بڑھ رہی ہے لیکن جن حکومتوں نے بھی مُلّاؤں کی پشت پناہی کی ہے یا اُن سے مدد لی ہے اُن کے لئے ہمیشہ ابتلا ہی آیا ہے۔

ہم نے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں ان زیادتی کرنے والوں کو معاف کرتے رہنا ہے اور یہ معافی ہم کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی جو صحیح تعلیم ہمیں دی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جو اُسوہ رکھا ہے اس کے مطابق کرتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور کی گئی دعائیں ہی ہیں جو ربوہ کے راستے بھی کھولیں گی اور قادیان کے راستے بھی کھولیں گی اور مدینہ اور مکّہ کے راستے بھی کھولیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اپنی عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا گڑگڑائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت فرماتے ہوئے ہماری کامیابی کی منزلیں نزدیک تر کردے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ مورخہ 20/جنوری 2006ء (20/صلح 1385 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ تقریباً پونے دو ماہ سے مَیں لندن (یوکے) سے باہر رہا، جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اور ایم ٹی اے پر بھی دیکھتے اور سنتے رہے ہوں گے یہ عرصہ دو ہفتے ماریشس میں اور پھر قادیان، انڈیا میں گزرا۔ اس دوران قادیان اور ماریشس کے جلسے بھی ہوئے جن کو ایم ٹی اے کے ذریعہ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ 2005ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً 10 ملکوں کے جلسوں میں شمولیت کی توفیق ملی جن میں پہلا جلسہ سپین کا تھا اور آخری قادیان کا۔

الحمدللہ اس سال میں بھی جو گزرا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش دیکھی، ہر روز جو جماعت احمدیہ پر طلوع ہوتا ہے اس میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے نئی شان سے دیکھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کے مطابق ہے۔ سال میں ایک دفعہ تو ان کا ذکر ممکن ہی نہیں جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں۔ بلکہ وقفے وقفے سے بھی اگر ذکر کیا جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سب نظارے نہیں دکھائے جا سکتے۔ بہرحال عام طور پر سفر کے بعد لوگوں کی جو خواہش ہوتی ہے اس کے مطابق سفر کے کچھ حالات بیان کرتا ہوں۔ یعنی یہ جو سفر پیچھے گزرا اس کے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔ سفر کے حالات کے دوران ہی مختصراً بعض واقعات کا بھی ذکر ہو جائے گا۔

اس دورے کا پہلا سفر تقریباً دو ہفتے کا ماریشس کا تھا۔ ماریشس ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جس کی آبادی تقریباً 12-13 لاکھ ہے۔ اس ملک کی اکثریت مذہبی لحاظ سے ہندو ہے، مسلمانوں کی آبادی تقریباً 16-17 فیصد ہے اور اس ملک میں احمدی چند ہزار ہیں۔ لیکن یہ چند ہزار احمدی بھی ماشاء اللہ جوش اور جذبے اور اخلاص اور وفا سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے نمایاں نظر آتے ہیں۔ جب مَیں ائرپورٹ پر اترا ہوں تو بہت بڑی تعداد عورتوں، بچوں، مردوں کی استقبال کے لئے کھڑی تھی۔ اور جیسا کہ عموماً ہر جگہ، ہر ملک میں، احمدیوں کے چہروں سے نظر آتا ہے، سب کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ ہوتی ہے کہ کس طرح وہ اپنے وعدوں کے مطابق جو اس نے اپنے مسیح پاک علیہ السلام سے کئے دُور دراز کے ملکوں میں بھی اس کے نظارے ہمیں دکھاتا ہے۔

ماریشس کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ پہلے مَیں وہاں بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد بنانے کی طرف ان کی بہت توجہ ہے اور اچھی خوبصورت مسجدیں بناتے ہیں۔ صفائی کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی آپ چلے جائیں جہاں چند ایک احمدی موجود ہیں تو وہاں بھی جماعت کی مسجد ہے۔ اور محض ایک چھوٹی سی مسجد ہی نہیں بلکہ اچھی اور خوبصورت مسجد انہوں نے بنائی ہوئی ہوتی ہے اور اس مسجد میں تمام سہولتیں مہیا ہیں۔ روز ہل، جہاں ہماری پرانی اور مرکزی مسجد، بہت بڑی مسجد ہے، اس کے ساتھ جماعت کے دفاتر وغیرہ بھی ہیں۔ اس کے اردگرد تین چار کلومیٹر کے ایریا میں جماعت کی تین چار مساجد ہیں۔ جس طرح ربوہ یا قادیان میں ہر محلے میں مسجد بنی ہوئی ہے یہاں بھی چھوٹی چھوٹی جگہوں پر جہاں بھی احمدیوں کی تھوڑی سی آبادی ہے وہاں مسجد بنی ہوئی ہے۔ اب تک جن ملکوں میں مَیں گیا ہوں بلکہ جہاں نہیں بھی گیا وہاں بھی میرے خیال میں اس طرح مساجد بنانے کی طرف توجہ نہیں ہے جس طرح ماریشس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہمیشہ مساجد کو آباد رکھنے کی بھی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

قربانی کرنے میں جہاں غریب اور کم آمدنی والے لوگ اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے ہیں وہاں امیر آدمی بھی، پڑھے لکھے اور دنیاوی لحاظ سے اچھی پوزیشن کے احمدی لوگ بھی ہیں جو بہت سادہ مزاج ہیں اور قربانی کے اچھے معیار قائم کرنے والے ہیں۔ روپے پیسے نے، مالی کشائش نے انہیں دین سے دور لے جانے کی بجائے اکثریت کو اخلاص و وفا میں بڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہمیشہ اخلاص و وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ کبھی ان لوگوں میں تکبر نہ آئے کیونکہ یہ تکبر ہی ہے جو دین سے دُور لے جانے والا اور دنیا کے قریب کرنے والا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ اپنے لئے دعائیں کرتے رہیں کبھی دماغ میں تکبر کا کیڑا نہ آئے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو اور اس کا فضل شامل حال نہ ہو تو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے جس طرح

جب جسم کمزور ہوتو بعض چھپی ہوئی بیماریاں حملہ کر دیتی ہیں اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو، اس کے آگے جھکنے والے نہ ہوں، تو شیطان بھی فوری طور پر حملہ کرتا ہے۔ پس جتنے اللہ تعالیٰ کے فضل زیادہ ہوں اتنی ہی زیادہ استغفار کی ضرورت ہے، اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ مسلمانوں کی آبادی وہاں تقریباً 16-17 فیصد ہے لیکن وہاں برصغیر پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش والے مُلّاؤں والے حالات ہیں اور جماعت کے بارے میں جو غلط سلط مُلّاں وہاں کہتے ہیں لوگ ان کو سن لیتے ہیں اور ان باتوں پر یقین کر لیتے ہیں، جوش میں آجاتے ہیں۔ شاید اس کے لئے بعض مسلمان ملکوں سے انہیں ایڈ (Aid) بھی ملتی ہو۔

آجکل ان نام نہاد علماء کو جہاں بھی موقع ملتا ہے، جس ملک میں بھی موقع ملتا ہے، ان کا کام صرف احمدیوں کے خلاف فتنہ پیدا کرنا ہے۔ بہرحال ماریشس میں بھی احمدیوں کی کافی مخالفت ہے۔ احمدیوں کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جب بھی ان کو موقع ملتا ہے کافی بدزبانی کرتے ہیں۔ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح فساد ہو۔ میرے دورے کی خبر جب اخبار میں اور ٹی وی وغیرہ پر آئی تو انہوں نے بڑا سخت احتجاج کیا کہ کیوں یہ خبر دی گئی ہے۔ پھر جب ہمارا جہاں جلسہ ہو رہا تھا، جلسے کے آخری دن گیٹ کے سامنے بہت ہلڑ بازی کی، شور مچایا، نعرے لگائے، گالیاں نکالیں، میرے خلاف، جماعت کے خلاف، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو کچھ بک سکتے تھے بکتے رہے۔ جو مغلظات کہہ سکتے تھے کہتے رہے۔ جلسہ کے آخری دن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ میرے جلسے پہ جانے سے پہلے اس گیٹ کے سامنے کافی لوگ اکٹھے ہوئے تھے اور جلوس تھا اور فتنہ پیدا کرنے کا خیال تھا۔ وہاں کے امیر صاحب اور انتظامیہ بڑی پریشان تھی کہ کہیں کوئی احمدی اس ہلڑ بازی اور گالی گلوچ کی وجہ سے جوش میں آکر جواب نہ دے دے اور کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے پھر فساد مزید بھڑکے۔ یا جب مَیں گزروں گا تو اس وقت کوئی احمدی ری ایکٹ (React) کرے اور پھر فساد کا خطرہ پیدا ہو۔ تو بہرحال اس کے سدّباب کے لئے انہوں نے میرے جانے کا راستہ بدل دیا اور مجھے آخری وقت میں بتایا کہ ہم نے اس لئے راستہ بدلا ہے۔ ان کے فساد کی وجہ سے پولیس بھی وہاں کافی تھی، تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ ان کے شور اور گالی گلوچ کے باوجود احمدیوں نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ اور حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اسی طرح ایک موقع پر مخالفین نے بہت زیادہ فساد پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اور احمدیوں نے بڑے صبر کا نمونہ دکھایا تھا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے افراد کو بڑے تعریفی کلمات سے نوازا تھا کہ یہی لوگ ہیں جو صبر کرتے ہیں، نہیں تو فساد بڑھ سکتا تھا۔ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق دنیا کے ان دور دراز ملکوں میں بھی اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کو صبر کے نمونے دکھانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ بہرحال وہاں اگر کسی احمدی کی طرف سے ہلکا سا بھی ردّ عمل ظاہر ہوتا تو فساد بڑھ جانے کا خطرہ تھا اور پھر یہ جماعت پر بہت بڑا داغ ہونا تھا کیونکہ ہم تو ہمیشہ امن، صلح اور پیار اور محبت کا نعرہ لگانے والے لوگ ہیں اور اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس نے ظلم کا عفو سے انتقام لیا تھا۔ ہم نے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں ان زیادتی کرنے والوں کو معاف کرتے رہنا ہے اور یہ معافی ہم کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی جو صحیح تعلیم ہمیں دی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جو اُسوہ رکھا ہے اس کے مطابق کرتے ہیں۔ اگر نظر آسکے، یہ مخالفین کبھی احمدیوں کا دل چیر کر دیکھیں کہ کس طرح احمدی ایسے حالات میں صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ پس ہمیشہ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صبر کا نمونہ انہوں نے دکھانا ہے اور دکھاتے چلے جانا ہے اور ہمیشہ یہ آپ کا طرہ امتیاز ہونا چاہئے کہ قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔ لیکن اگر قانون لاگو کرنے والے کبھی یہ کہیں کہ خود سنبھال لو تو احمدی اللہ کے فضل سے ان فتنوں کو ایک منٹ میں ختم بھی کر سکتا ہے۔ تو یہ غلط فہمی نہ ہمارے دل میں ہے اور نہ کبھی مخالفین کے دل میں ہونی چاہئے کہ ہم کسی کمزوری کی وجہ سے صبر کرتے ہیں۔ بہرحال یہ مولوی لاؤڈ سپیکر پر گندے نعرے لگاتے رہے، گالیاں بکتے رہے۔ جس جگہ یہ لوگ گیٹ کے باہر سڑک پر کھڑے ہو کر نعرے لگا رہے تھے، وہاں سے بعض سرکاری افسران جن کو جلسے پر مدعو کیا گیا تھا، بلایا گیا تھا وہ بھی گزر کر آ رہے تھے دوسرے معزز لوگ بھی آ رہے تھے جن میں غیر مسلم بھی تھے۔ تو بہرحال یہ بھی ان کی جرأت ہے کہ باوجود اس ہنگامے کے انہوں نے پرواہ نہیں کی اور اس جگہ سے گزر کر جلسے میں شامل ہوئے۔ یہ مولوی میرے آنے کا کافی دیر تک انتظار کرتے رہے لیکن جب کافی دیر ہوگئی تو نعرہ لگا دیا کہ احمدیوں کا خلیفہ ڈر گیا ہے اب اس نے نہیں آنا چلو واپس۔ بہرحال کیونکہ اس وقت نماز کا وقت بھی تھا کچھ خاموشی بھی تھوڑی دیر کے لئے ہوگئی۔ لیکن اتفاق سے یا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ جب انہوں نے یہ نعرہ لگایا ہے، اسی وقت چند آدمی بیعت کے لئے آئے ہوئے تھے تو بیعت شروع ہوگئی۔ جب لاؤڈ سپیکر پر آواز باہر نکلی تو کافی شرمندہ ہوئے ہوں گے۔ ان کے لئے لفظ شرمندہ تو استعمال نہیں ہو سکتا، کچھ اور لفظ ہونا چاہئے۔ ان کو یہ تسلی ہوگئی کہ مَیں اندر ہوں۔ اب یہ بڑے پریشان تھے کہ یہ آیا کس طرح؟ بہرحال تھوڑی دیر بعد ان کی یہ گالیاں بند ہوگئیں۔ تو امیر صاحب کہنے لگے کہ یہ بول بول کر تھک گئے ہیں کیونکہ جب جواب نہ دیا جائے تو آخر انہوں نے کسی وقت تو تھکنا ہے ناں، بہرحال شرمندہ ہو کر چلے گئے۔ پھر جب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور مَیں نے اپنی تقریر میں محبت، پیار اور بھائی چارے کی باتیں کیں تو جو غیر مہمان آئے ہوئے تھے ان کے چہروں سے صاف لگ رہا تھا کہ یہ تو بالکل اور دنیا ہے، باہر ہم کیا سن کر آ رہے تھے اور یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ بلکہ یہی سوچ رہے ہوں گے کہ ان باتوں کا ذکر تک نہیں کیا کہ باہر کوئی شور بھی پڑ رہا ہے یا نہیں۔ تقریر کے بعد کئی مہمان میرے پاس آئے اور انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ آپ بڑی خوبصورت تعلیم دیتے ہیں۔ مولویوں کے نعروں کے باوجود بھی بعض غیر احمدی مسلمان شرفاء وہاں شامل ہوئے تھے اور مجھے جلسے کے بعد ملے بھی اور بڑی تعریف کی۔ ایک صاحب تو جو حلیے سے بہت کٹر قسم کے مولوی لگ رہے تھے، میں سمجھا شاید یہ شرارت کی نیت سے آئے ہیں لیکن بڑی شرافت سے باتیں کیں اور شکریہ ادا کر کے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا وعدہ ہے۔ یہ لوگ جتنا مرضی دوسروں کو ڈرانے کی کوشش کریں یا ہمیں ڈرانے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ اپنے کام کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کو ان لوگوں کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے منصوبے ہیں اُن میں کوئی انسانی کوشش روک نہیں ڈال سکتی۔ اور اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے بھی ظاہر ہوتے چلے جائیں گے۔

پھر وہاں کے ملک کے صدر صاحب ہندو ہیں، بڑے شریف آدمی ہیں، ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب دورہ فرمایا تھا اس وقت وہ ملک کے وزیراعظم تھے۔ اس دورے کا بھی ذکر کرتے رہے اور انہوں نے بتایا بلکہ ان کی بیوی نے بتایا کہ اس دوران ہم نے جو تصویریں کھنچوائی تھیں وہ ہم نے اپنے گھر میں نمایاں کر کے لگائی ہوئی ہیں تاکہ ہم ان برکات سے فیض حاصل کریں جو ایسے نیک آدمیوں کی وجہ سے پہنچ سکتا ہے۔ بہرحال ان کا اپنا ایک نظریہ ہے اور انہوں نے بڑا محبت اور پیار کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شریف النفس لوگوں کے سینے بھی کھولے۔

وہاں کے نائب صدر بھی جو مسلمان ہیں ان سے بھی بڑے اچھے ماحول میں احمدیت اور اسلام کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ زیادہ تر مسلمانوں کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ تو یہ شریف لوگ ہیں۔ یہ شرپسند مولویوں کی حرکات سے شرمندہ بھی ہوتے ہوں گے اور بہرحال مصلحتاً یا کسی وجہ سے خاموش رہتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مولوی جو ہیں اگر ان کو کھلی چھٹی دی تو یہ پیر تسمہ پا کی طرح ان کی گردنوں کو قابو کر لیں گے اور پھر جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی۔ صرف پاکستان میں ہی نہیں، ایسے نمونے ہمارے سامنے ہیں کہ جہاں بھی ان کو کھلی چھٹی دی گئی ہے وہاں یہ اس طرح کی کوششیں کرتے ہیں اور کریں گے اور اپنی فطرت دکھائیں گے۔ ہمارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں، ہمارا تو یہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جماعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفت کے باوجود دنیا میں ہر جگہ بڑھ رہی ہے لیکن جن حکومتوں نے بھی ان کی پشت پناہی کی ہے یا ان سے انہیں مدد ملی ہے ان کے لئے ہمیشہ ابتلا ہی آیا ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اگر پاکستان کی حکومت نے ان سے جان نہ چھڑائی تو یہ پھر کبھی نہیں چھوڑیں گے آجکل وہی ہو رہا ہے۔ اب حکومت بھی مشکل میں ہے اور وہ مغربی ممالک جو اپنے مفاد کے لئے ان کو آگے لائے تھے وہ بھی اب پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔ اب ان کو اپنی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن اب ان سے جان چھٹتی نظر نہیں آ رہی۔ اگر گہرائی میں جائزہ لیں تو ان لوگوں کی وجہ سے ہی ملک کی ترقی کئی سال پیچھے ہو چکی ہے۔ اسی طرح اب دوسری مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے۔ جس طرح مَیں نے پہلے بھی کہا، اگر ان ملکوں نے اپنے ذہنوں کو روشن نہ کیا اور مُلّائیت کو سیاست اور حکومت سے علیحدہ نہ کیا تو ان تمام ملکوں کے امن برباد ہو جائیں گے اور یہ پھر کبھی ترقی نہیں کر سکیں گے بلکہ اب یہ عمل شروع بھی ہو چکا ہے اور دنیا کو نظر آ رہا ہے۔ ابھی بھی مسلمان ملکوں کو، حکومتوں کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم پر تو، جماعت احمدیہ پر تو مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ انشاء اللہ ہوگا۔ اس کے باوجود کہ مخالفت تھی، دو تین وہیں کے تھے اور ایک دو باہر کے جزیروں سے مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے، چند افراد نے بیعت بھی کی۔ بیعت کے بعد ملاقاتیں بھی تھیں۔ ایک غیر از جماعت لڑکا اپنے ایک احمدی دوست کے ساتھ ملاقات کے لئے آیا تو مَیں نے اس سے پوچھا کہ تم نے بیعت نہیں کی۔ کہنے لگا ابھی بعض باتوں کی وجہ سے میرے دل میں انقباض ہے، کچھ ڈانواں ڈول ہوں۔ مَیں نے اس سے مذاقاً کہا کہ آج مولویوں کا عمل بھی تم نے دیکھ لیا ہے، ہماری باتیں بھی سن لی ہیں تو ابھی

بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی۔ تو بڑا اشرمندہ ہوا، بہرحال مَیں نے اس سے کہا کہ تم نیک فطرت نظر آتے ہو، ان باتوں کے بارے میں جن میں تم تسلی نہیں پاتے اس کا اب ایک ہی علاج ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور چند دن دعا کرو پھر فیصلہ کرو۔ مَیں نے کہا مجھے امید ہے کہ تمہارا دل کھل جائے گا۔ چنانچہ وہ دو دن کے بعد ہی آ گیا کہ جو انقباض تھا وہ دُور ہو گیا ہے اب میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار۔ اس نے تو انشاء اللہ آنا ہی آنا ہے چاہے مولوی جتنا مرضی زور لگا لیں۔ لیکن ان بدفطرتوں کا انجام بھی بہت بھیانک ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ۔

پھر ماریشس کے ساتھ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، روڈرگس، یہ تقریباً چھوٹے جہاز کی ڈیڑھ گھنٹے کی فلائیٹ ہے۔ وہاں صبح سے شام تک کا دورہ تھا۔ چھوٹی سی نئی جماعت ہے۔ آرام کے لئے اور کھانوں وغیرہ کے لئے ہوٹل میں انتظام تھا۔ نمازوں کے لئے مسجد گئے تھے۔ وہاں ہوٹل میں ہی ہمارے ساتھیوں کو ایک مصری جو بڑا پڑھا لکھا ہے ملا، وہ وہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے خود ہی میرے بارے میں ہمارے ساتھیوں سے بات کرنی شروع کر دی۔ اس کو کچھ تعارف تھا۔ جب ہمارے آدمیوں نے پوچھا کہ تمہیں کس طرح تعارف ہوا، بتایا کہ اخبار اور ٹیلی ویژن سے ہوا۔ بہرحال اس کو ایم ٹی اے اور ویب سائیٹ (alislam) کا پتہ دیا۔ تو اس طرح دوروں میں اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی طرح احمدیت کا تعارف کرانے کا، دوسروں تک پیغام پہنچانے کے موقع مہیا فرماتا رہتا ہے۔

پھر اس جزیرے کے گورنر جو پہلے پادری تھے لیکن بعد میں سیاست میں آ گئے ان سے بھی جماعت کے بارے میں بڑی تفصیل سے باتیں ہوتی رہیں۔ پیغام پہنچایا۔ پھر مختلف جگہوں پر ماریشس میں جہاں بھی (چھوٹا سا جزیرہ ہے) سیر کا پروگرام بنایا وہاں مختلف ملکوں سے ٹورسٹ (Tourists) آئے ہوتے ہیں، وہ بھی تعارف حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کی توجہ اس طرف پھیرتا تھا۔ خود آتے تھے، تعارف حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، بعد میں تصویر کھنچوانے کی خواہش ظاہر کرتے تھے۔ مختصراً یہ کہ احمدیت کا پیغام پہنچانے کی بھی وہاں توفیق مجھے یا وفد کے افراد کو کسی نہ کسی طرح ملتی رہی۔ وہ چھوٹا سا جزیرہ جس کا مَیں نے ذکر کیا ہے، یہاں بالکل نئی جماعت ہے۔ ایک مسجد ہے اور وہاں اب مَیں نے ایک نئی مسجد کی بنیاد رکھی ہے۔ بالکل چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ تقریباً 36 ہزار کی آبادی ہے اور یہاں احمدی ہونے والوں کی اکثریت غریب لوگوں کی ہے، یہ پہلے پورا جزیرہ عیسائیوں کا تھا اب وہاں کچھ احمدی بھی آ گئے ہیں۔ گو تربیتی لحاظ سے ابھی وہ کمزور ہیں۔ ان کا جائزہ بھی لینے کی توفیق ملی، پروگرام بنے۔ کس طرح ان کو بہتر کرنا ہے۔ بہرحال یہ لوگ بیعت کرنے کے بعد اخلاص میں بڑھ رہے ہیں۔ وہاں جا کر شدید خواہش پیدا ہوئی اور دعا بھی ہوئی کہ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے، اس پورے جزیرے کو جلد سے جلد احمدیت کی آغوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہرحال چھوٹے جزیرے ہوں یا بڑے ہوں، چھوٹے ملک ہوں یا بڑے ملک ہوں ان کی اکثریت نے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت اور حقیقی اسلام کی آغوش میں آنا ہی آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں وہ نظارے دکھائے جب ہم احمدیت کا غلبہ دیکھیں۔

ماریشس میں جماعت نے ایک ہوٹل میں ایک ریسیپشن (Reception) کا انتظام کیا ہوا تھا جس میں وہاں کے معززین اور سرکاری افسران آئے ہوئے تھے۔ نائب وزیراعظم بھی آئے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے ان کے آباؤ اجداد آئرلینڈ یا سکاٹ لینڈ سے، 4 نسلیں پہلے وہاں گئے ہوئے ہیں۔ وہیں آباد ہیں۔ وہاں بھی ریسیپشن میں اسلام کی پیار و محبت کی تعلیم بتانے کی توفیق ملی۔ نائب وزیراعظم بڑی دلچسپی سے بعد میں کافی دیر آدھا پونا گھنٹہ اسلام کے بارے میں، جماعت کی تعلیم کے بارے میں، احمدیوں اور غیراحمدیوں کے فرق کے بارے میں سوال کرتے رہے۔ اور ان سے اچھی گفتگو چلتی رہی۔ تو دوروں میں جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ہر طبقہ کو پیغام پہنچانے کا موقع مل جاتا ہے۔ ویسے اگر روٹین کے مطابق یہ پیغام پہنچانے کا کام چل رہا ہو تو شاید ایک عرصہ لگے۔ میڈیا بھی بہت کوریج دے رہا ہوتا ہے۔ اس طرح بہت سارے لوگوں کو لاکھوں کی تعداد میں پیغام پہنچ جاتا ہے۔

ماریشس دنیا کا کنارہ بھی کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان بہم پہنچائے کہ اس جزیرے کے لوگوں کو بھی اور دوسری دنیا سے آئے ہوئے لوگوں کو بھی اس کنارے میں پہنچ کر پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ ہمارا کام تو آواز دینا ہے اللہ تعالیٰ سب کے سینے کھولے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پہچان سکیں۔ بہرحال ماریشس کا دورہ بھی اور جلسہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا کامیاب رہا۔ بعض باتیں یاد بھی نہیں رہتیں، ریکارڈ میں ہوں گی۔ بہرحال آہستہ آہستہ وہ باتیں یاد آتی ہیں۔ ماریشس جماعت کے ہر فرد کو اللہ تعالیٰ جزا دے۔ انہوں نے بڑے اخلاص اور وفا کا مظاہرہ کیا کئی ڈیوٹی دینے والے، کئی دن تک معمولی نیند لیتے تھے شاید ایک دو گھنٹے سوتے ہوں۔

جس دن میں نے واپس آنا تھا وہ فلائیٹ رات کو اڑھائی بجے تھی۔ تو نماز مغرب اور عشاء کے بعد مَیں نے وہیں مسجد میں ہی لوگوں کو خدا حافظ کہہ دیا کہ رات کو لیٹ تو بہرحال کوئی نہیں آئے گا۔ لیکن میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب میں دو بجے ائرپورٹ پر پہنچا ہوں تو اس طرح لوگ اکٹھے تھے جس طرح دن کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ بچے بھی، عورتیں بھی، بوڑھے اور مرد بھی، جوان بھی۔ مجھے بتایا گیا کہ رات ایک بجے سے یہ لوگ آنا شروع ہو گئے تھے اور بچے بھی بالکل فریش (Fresh) تھے، کوئی اثر نہیں تھا کہ رات کا وقت ہے اور نیند آئی ہوئی ہے۔ سب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتہائی اخلاص و وفا کا مظاہرہ کیا اور جذبات سے پُر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ سب کو جزا دے اور جلد سے جلد احمدیت کے پیغام کو اس پورے جزیرے میں پھیلا دے۔

ماریشس سے روانہ ہو کر ہم صبح 11 بجے دہلی پہنچے۔ یہاں پہنچ کر جذبات کا ایک نیا رخ تھا کہ قادیان کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ دہلی میں دو تین دن قیام رہا۔ اس دوران میں مختلف جگہوں سے آئے ہوئے ایسے احمدی جو جلسے پر نہیں آ سکتے تھے ان سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ اسی طرح کچھ تاریخی جگہوں کی سیر کا بھی موقع مل گیا۔ آگرہ میں تاج محل اور دہلی کے کچھ تاریخی مقامات، مینار، قلعے جو چند ایک محفوظ ہیں، کچھ تو کھنڈر بھی بن چکے ہیں، دیکھنے کا موقع ملا۔

ہم جب قطب مینار دیکھنے کے لئے گئے تو وہ دیکھنے کے بعد انتظامیہ کا خیال تھا کہ یہاں سے واپس گھر ہی جانا ہے۔ لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار پر بھی جانا ہے۔ میرے یہ کہنے پر انتظامیہ والے ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے لگ گئے۔ انتظامیہ کا خیال تھا کہ سیکیورٹی کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ چھوٹی چھوٹی گلیاں مزار پہ جانے کے لئے ہیں اور ارد گرد دکانیں ہیں اور آبادی بہت زیادہ ہے۔ پھر مزار سے کم و بیش سو گز پہلے ان کا طریقہ ہے کہ جوتے بھی اتروا دیتے ہیں۔ تو بہرحال مَیں نے کہا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہاں چلتے ہیں۔ خیر گلیوں میں سے گزر کر ہم وہاں پہنچے۔ جوتے اتروائے کچھ گھر کی خواتین بھی ہمارے ساتھ تھیں لیکن ایک جگہ آ کے انہوں نے عورتوں کو روک دیا کہ اس سے آگے عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ جب ہم نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تو کہا کہ بزرگ یہی ہمیں کہتے آئے ہیں کہ اس سے آگے عورتیں نہیں جا سکتیں۔ بہرحال کہاں سے روایت چلی؟ کیوں نہیں جا سکتی ہیں؟ یہ پتہ نہیں۔ مرد بہرحال آگے مزار تک چلے گئے وہاں جا کے کچھ لوگ دعا کر رہے تھے دوسرے بھی پہلے وہاں دعا میں لگے ہوئے تھے۔ جالی کے ساتھ مَیں نے دیکھا کچھ عورتوں کو جو مسلمان نظر نہیں آ رہی تھیں اور اس طرح قبر پہ دعا کرنے والوں کو دیکھ کر یہ لگتا تھا کہ بجائے ان بزرگ کے لئے دعا مانگنے اور اپنے لئے دعا مانگنے کے یہ تو اس بزرگ سے مانگ رہے ہیں، یہاں تو شرک چل رہا ہے۔ تو بہرحال وہاں دیکھ کر یہی دعا کی، یہی خیال آیا کہ اے اللہ جو شخص تیرا عبد بنا، تیرا بندہ بننے کی کوشش کرتا رہا، اسے یہ لوگ شرک کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ ان مسلمانوں کو عقل اور سمجھ دے تا کہ تیری پہچان کر سکیں۔ بہت سے اور نظارے بھی سامنے آ گئے کہ کس طرح لوگوں نے ان جگہوں پر جا کر شرک پھیلایا ہوا ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں، حالانکہ یہ سب بزرگ توحید پر قائم تھے اور توحید کو پھیلانے کی کوشش کرتے رہے۔

وہاں سے واپسی پر میرے ذہن میں یہ نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 1905ء میں یہاں آئے تھے باوجود اس کے کہ شاید کسی نے ذکر بھی کیا تھا۔ لیکن پھر بھی مجھے بعد میں واپسی پر خیال آیا کہ دیکھوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کن تاریخوں میں اور کس سال میں آئے تھے۔ میرے ذہن میں قریب کی تاریخیں تھیں۔ تو چیک کرنے پر یہ خوشی ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی 1905ء کے نومبر میں گئے تھے۔ تو اس طرح پورے 100 سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں وہاں مزار پر جانے کا موقع ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مزاروں پر بھی گئے تھے لیکن حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار پر جب گئے ہیں تو ملفوظات میں اس طرح واقعہ درج ہے کہ آج حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار پر حضور علیہ السلام نے دعا کی اور دعا کو لمبا کیا۔ واپس آتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ بعض مقامات نزول برکات کے ہوتے ہیں اور یہ بزرگ چونکہ اولیاء اللہ تھے اس واسطے ان کے مزار پر ہم گئے۔ ان کے واسطے بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے واسطے بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اور دیگر بہت دعائیں کیں لیکن یہ دو چار بزرگوں کے مقامات تھے جو جلد ختم ہو گئے اور دہلی کے لوگ تو سخت دل ہیں۔ یہی خیال تھا کہ واپس آتے ہوئے گاڑی میں بیٹھے ہوئے الہام ہوا (یعنی یہ سوچتے ہوئے آ رہے تھے تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے یہ الہام ہوا) کہ: ’’دست تو، دعائے تو، ترحّم زخدا‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 528-529)۔ کہ تیرا ہاتھ ہے، اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم۔ تو اللہ کرے کہ دہلی والوں کے بھی اور دنیا کی دوسری آبادیوں کے بھی دل نرم ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں قبول ہوں اور دنیا کو آپؑ کو ماننے کی توفیق ملے۔

پھراسی قسم کے سفر کا ذکر ہے، ملفوظات کا ہی ایک اور حوالہ ہے،'' ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج کہاں کہاں کی سیر کی؟ انہوں نے عرض کی فیروز شاہ کی لاٹ، پرانا کوٹ، مہابت خان کی مسجد، لال قلعہ وغیرہ مقامات دیکھے۔ فرمایا کہ ہم تو بختیار کا کی، نظام الدین صاحب اولیاء، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اصحاب کی قبروں پر جانا چاہتے ہیں (یہ اس سے پہلے بتایا، بعد میں تو آپؑ ہو آئے تھے) دہلی کے یہ لوگ جو سطح زمین کے اوپر ہیں نہ ملاقات کرتے ہیں، اور نہ ملاقات کے قابل ہیں اس لئے وہ اہل دل لوگ اِن میں سے گزر چکے ہیں اور زمین کے اندر مدفون ہیں، ان سے ہی ہم ملاقات کر لیں تا کہ بدوں ملاقات واپس نہ جائیں۔ مَیں ان بزرگوں کی یہ کرامت سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قسی القلب لوگوں کے درمیان بسر کی۔ اس شہر میں ہمارے حصہ میں ابھی وہ قبولیت نہیں آئی جو ان لوگوں کو نصیب ہوئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ499)

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا کہ دہلی میں بعض تاریخی جگہیں بھی دیکھنے کا موقع ملا جہاں مسلمان بادشاہوں کے عروج وزوال کی داستانیں رقم ہیں، ان میں دہلی کا لال قلعہ بھی ہے اور تغلق آباد کا قلعہ بھی ہے۔

تغلق آباد کا قلعہ وہ جگہ ہے جس کے ایک اونچے مقام پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر (جب ایک دفعہ سیر پہ وہاں گئے تھے تو اس مقام پر کھڑے ہوکر) دہلی کا نظارہ کر رہے تھے تو اس دوران اس نظارے میں اتنے محو ہو گئے کہ آپؓ ایک اور عالَم میں چلے گئے۔ کسی اور دنیا میں چلے گئے۔ پھر آپؓ کی ایک بیٹی کے کہنے پر آپؓ کی وہاں سے واپس روانگی ہوئی اور اپنے خیالات سے واپس آئے۔ تو اس وقت آپؓ کی زبان سے نکلا تھا کہ مَیں نے پا لیا، مَیں نے پا لیا''۔ تو اس کی تفصیل کہ کیا پا لیا؟ اور ان قلعوں اور کھنڈروں اور ویرانوں کی روحانی دنیا سے مثالیں دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جو تقریباً 20 سال کے عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔ جلسہ پر کچھ سال لگا تار اور پھر بیچ میں کچھ وقفہ دے کر جلسوں میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ ان تقاریر میں آپؓ نے ہمیں روحانی دنیا کی سیر کروائی ہے۔ اور پھر ہماری ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ یہ مجموعۂ تقاریر ''سیر روحانی'' کے نام سے اب تو ایک جلد میں شائع ہو چکا ہے۔ ہر پڑھے لکھے احمدی کو جو اردو پڑھ سکتا ہے اس کو پڑھنا چاہئے۔ جو پڑھ نہیں سکتے، سن سکتے ہیں، سنیں۔ اس میں دنیاوی بادشاہوں کا بھی نقشہ کھینچا گیا ہے اس میں عبرت کے سبق بھی ہیں۔ اس کو پڑھ کر خوف بھی آتا ہے اور ساتھ ہی عالَم روحانیت کی سیر کر کے اس بات کی خوشی بھی ہے کہ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی جو توفیق عطا فرمائی ہے اس سے ہم فیض پاتے رہیں گے اور اس سے دائمی بادشاہت حاصل کرنے والوں میں شامل بھی ہوں گے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ یہ تب ہو گا جب ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے والے ہوں گے، آپؐ سے محبت کرنے والے ہوں گے۔

بہرحال پھر دہلی کا یہ سفر ختم ہوا تو آگے ہم قادیان کی طرف ٹرین پر روانہ ہوئے، قادیان پہنچے، آپ سب نے رپورٹس پڑھ لی ہوں گی، ایم ٹی اے پر بھی اہل قادیان کے استقبال کے نظارے دیکھ لئے ہوں گے۔ اس بستی میں پہنچ کر ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ مینارۃ المسیح دُور سے ہی ایک عجیب شان سے کھڑا نظر آتا ہے۔ بہشتی مقبرہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار ہے، دعا کر کے عجیب سکون ملتا ہے۔ سب جانے والے تجربہ رکھتے ہیں۔ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ قادیان میں تقریباً ایک ماہ قیام رہا۔ لیکن پتہ نہیں چلا کہ ایک ماہ کس طرح گزر گیا۔ مَیں تو پوری تفصیل سے قادیان پھر بھی نہیں سکا حالانکہ چھوٹی سی جگہ ہے۔

اس خطبے میں جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ عموماً لوگ امید رکھتے ہیں کہ سفر کے حالات و واقعات سنائے جائیں لیکن قادیان کے سفر کے حالات تو ایک حالِ دل کی کہانی ہے جو سنائی نہیں جا سکتی۔ بہرحال مختصر یہ کہ اب تک مَیں نے جو دورے کئے ہیں، سفر کئے ہیں، ان میں پہلا سفر ہے جس کی یاد ابھی تک بے چین کرتی ہے اور باقی ہے۔ عجیب نشہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بستی کا۔ اس سے زیادہ کہنا کچھ مشکل ہے۔

بہرحال شہر کا حال بھی سن لیں کچھ مختصراً بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1991ء کے بعد سے جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دورہ فرمایا تھا قادیان میں عمارتوں کے لحاظ سے کافی ترقی ہوئی ہے، کچھ پرائیویٹ لوگوں نے بھی گھر بنائے وہاں کی آبادی نے بھی گھر بنائے، جماعت کی بھی عمارات بنیں۔ شہر کافی پھیل گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں کے رہنے والے احمدیوں کی اکثریت میں حالات کی بہتری کے باوجود ابھی تک سادگی پائی جاتی ہے اس لئے مَیں انہیں یہی زور دیتا رہا ہوں کہ اس سادگی اور سکون کو جو ابھی تک اُن درویشوں کے اثر سے قائم ہے جنہوں نے شعائر اللہ کی حفاظت کی خاطر اپنے گھر بار، جائیدادیں رشتہ داریاں چھوڑی ہیں، ان کے بچے اسے یاد رکھیں اور اس کی جگالی کرتے رہیں۔ اور پھر نئے آنے والے بھی جو اب وہاں آ کر آباد ہو رہے ہیں اس بستی کے تقدس کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ کئی نومسلم نومبائع ہیں بعض معلمین کلاس میں بھی داخل ہوئے ہیں، جامعہ میں بھی داخل ہوئے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ دینی تعلیم وغیرہ بھی حاصل کر رہے ہیں، جماعتی روایات کا ان کو پوری طرح علم نہیں ہے اور تعلیم کا بھی پوری طرح علم نہیں ہے۔ تو اُن کو چاہئے کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ جماعتی روایات اور قادیان کے تقدس سے پوری طرح واقف ہوں اور اس کو اپنے اندر جذب کریں یا اپنے آپ کو اس ماحول میں جذب کرنے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بستی کا ہونا چاہئے۔ بہرحال اکثریت جیسا کہ مَیں نے کہا تھا سادہ ہے، سادگی پر قائم ہے اور سکون اور امن قائم کرنے والے ہیں، اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بڑھاتا چلا جائے۔

وہاں کی غیر مسلم آبادی نے بھی مہمان نوازی اور تعلق کا حق ادا کیا ہے۔ جس گلی کوچے میں سے بھی گزرے احمدیوں کے ساتھ غیر مسلموں کے چہروں سے بھی پیار اور تعلق کا بھی اظہار ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔

وہاں قیام کے دوران جلسے کے تین دن ہی نہیں جو تقریروں کے تین دن تھے۔ یوں لگ رہا تھا کہ پورا مہینہ ہی جلسے کا سا سماں ہے۔ اور ہر وقت رونق۔ کسی نے جو یورپ سے خود جلسے قادیان پر گئے ہوئے تھے مجھے خط لکھا کہ گلیوں اور سڑکوں پہ جتنا رش تھا اور جو نظارے تھے ایم ٹی اے کے کیمرے اس طرح وہ دکھا نہیں سکے۔ ان کی بات ٹھیک ہے۔ رش کا تو یہ حال تھا کہ گو سڑکیں چھوٹی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ آبادی اتنی نہیں لگتی تھی جتنا وہاں سڑکوں میں پھنسی ہوئی نظر آتی تھی۔ بعض دفعہ ٹریفک یا لوگوں کا چلنا رک جاتا تھا۔ گلیوں میں Jam-Pack تھا۔ بعض لوگوں نے مجھے بتایا کہ بعض دفعہ اتنا رش تھا کہ سڑکوں پر چلتے چلتے ایک دم اگر کوئی روک آ جاتی تھی تو ہلنے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی تھی۔ تو بہرحال بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں، قادیان کے مقامی یا ہندوستان کے دوسرے شہروں سے آئے ہوئے یا باہر کے ملکوں سے آئے ہوئے مہمان جو بھی احمدی تھے اور احمدیت جن کے دلوں میں بیٹھ چکی ہے ہر ایک کے چہرے سے لگتا تھا کہ ان دنوں میں کسی اور دنیا کی مخلوق بنے ہوئے ہیں۔ کسی اور دنیا کے رہنے والوں کے چہرے ہیں۔ جلسے پر بعض دوسرے جزیروں سے، ساتھ کے چھوٹے جزیروں سے لمبا سفر کرتے ہوئے غریب لوگ پہنچے تھے۔ بعضوں کا چھ سات دن کا سفر تھا۔ ایک دن سمندر میں سفر کیا پھر انتظار کیا پھر کئی دن ٹرین پہ سفر کیا اور پھر قادیان پہنچے` قادیان میں سردی بھی زیادہ ہوتی ہے جبکہ یہ گرم علاقوں کے لوگ تھے۔ ان کو سردی کی عادت نہیں تھی۔ لیکن ایمان کی گرمی کی شدت نے اس کا شاید اُن کو احساس نہیں ہونے دیا۔ انتہائی صبر سے انہوں نے یہ دن گزارے ہیں۔ یہ نظارے صرف وہیں نظر آ سکتے ہیں جہاں خدا کی خاطر یہ سب کچھ ہو۔ دنیا دار تو اس قربانی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بعض دُور دراز سے آئے ہوئے غریب لوگوں سے آنے کے بارے میں جو پوچھو تو یہی جواب دیتے تھے کہ آپ کی موجودگی میں کیونکہ جلسہ ہو رہا تھا اس لئے ہم آ گئے ہیں۔ مختلف قومیتوں کے، علاقوں کے لوگ، قبیلوں کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ مالی لحاظ سے اکثریت غریب ہے۔ ہندوستان بہت بڑا وسیع ملک ہے اور موسموں کا بھی بڑا فرق ہے، کہیں گرم علاقے ہیں کہیں بہت ٹھنڈے علاقے ہیں۔ جو گرم علاقے والے ہیں ان کو گرم کپڑوں کا تصور بھی نہیں ہے نہ ان کے پاس ہوتے ہیں۔ لیکن مسیح محمدی کے یہ متوالے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے جھولیاں بھرنے کے لئے کھنچے چلے آئے۔ ایم ٹی اے پر بھی آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا، رپورٹس بھی پڑھی ہوں گی۔ آنے والوں سے سنا بھی ہو گا۔ لیکن وہاں جو کیفیت تھی وہ دیکھنے والے ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ بلکہ ملاقات کے وقت بعضوں کا جو حال ہوتا تھا وہ صرف مَیں ہی محسوس کر سکتا ہوں۔ پس اخلاص و وفا اور نیکی میں بڑھنے کی یہ کیفیت اگر جماعت کے افراد اپنے اندر قائم رکھے رہے اور رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت بھی ترقی کرتی جائے گی اور جماعت کے لوگ بھی کامیاب ہوتے چلے جائیں گے۔

قادیان کے جلسے پر پاکستان سے آنے والوں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ گو کہ زیادہ نہیں آ سکے لیکن 5 ہزار سے زائد وہاں سے بھی آئے تھے۔ ان لوگوں کے احساس محرومی اور جدائی کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بعض نہ آنے والوں نے خطوں میں بھی اور بعض جن کو شعر و شاعری سے لگاؤ ہے انہوں نے شعروں میں اپنی بے بسی کا اظہار کیا جنہیں پڑھ کر دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ گو کہ آنے والوں سے وقت کی کمی وجہ سے صرف مصافحے ہوئے یا ایک آدھ لفظ کسی نے بات کہہ دی لیکن یہ چند سیکنڈ بھی جوان لوگوں سے ملاقات کے ملے تھے وہ برسوں کی کہانی سنا جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ دوریاں اور پابندیاں جلد ختم فرمائے۔ قادیان والے اور مہمان آتے جاتے سڑکوں پر نظر آتے تھے۔ جس وقت بھی جاؤ یوں لگتا تھا جس طرح ان کو پہلے سے ہی پتہ ہے کہ کس وقت مَیں نے

سڑک پرآنا ہے۔کھڑے ہوتے تھے سڑکوں پر۔سلام ہورہے ہیں، دعائیں مل رہی ہیں،نعرے بلند ہورہے ہیں۔پھرمختلف اوقات میں مَیں دیکھتا رہا ہوں، بیت الدعا میں، بیت الفکر میں،مسجد مبارک میں لوگ یا نفل پڑھ رہے ہوتے تھے یا نفل پڑھنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ اللہ کرے کہ یہ دعاؤں اورنوافل کی عادت ان کی زندگی کا مستقل حصہ بن جائے بلکہ ہر احمدی کی زندگی کا مستقل حصہ بن جائیں۔

یادرکھیں کہ خالص ہوکراللہ تعالیٰ کے حضور کی گئی دعائیں ہی ہیں جوربوہ کے راستے بھی کھولیں گی اورقادیان کے راستے بھی کھولیں گی اورمدینہ اورمکہ کے راستے بھی کھولیں گی،انشاءاللہ تعالیٰ۔

اس سفر میں ہوشیار پور جانے کا بھی موقع ملا اور اس گھرمیں بھی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چلّہ کاٹا تھا اور آپؑ کوموعود بیٹے کی بشارت ملی تھی یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ایک عرصے سے اس عمارت کی جماعتی تاریخی حیثیت ہونے کے لحاظ سے کوشش تھی کہ جماعت اس کوخرید لے۔توچندسال پہلے جماعت کوخریدنے کی توفیق ملی اس کوٹھیک ٹھاک کرایا گیا۔اس کمرے میں بھی دعا کی توفیق ملی، مجھے بھی اور جومیرے ساتھی تھے ان کو اور قافلے کے لوگوں کو بھی۔اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے ہمیں ہمیشہ فیضیاب فرماتا رہے۔

جب قادیان پہنچا ہوں تو وہاں کے رہنے والوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل رہے تھے۔ جب واپس آرہا تھا تو جدائی کے غم کے آنسو تھے۔پس قادیان والوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ اس جدائی کے غم کودور کرنے کے لئے اوردوبارہ اوربغیرکسی روک کے ملنے کے لئے ان آنسوؤں کو ہمیشہ بہنے والا بنا لیں۔اوراہل پاکستان بھی اوراہل ربوہ بھی ہمیشہ اپنے آنسوؤں کواللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے بہنے والا بنالیں۔اپنی عبادتوں کوہمیشہ زندہ رکھیں اوراللہ تعالیٰ کے حضوراتنا گڑگڑائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت فرماتے ہوئے ہماری کامیابی کی منزلیں نزدیک ترکردے۔آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

الہام ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ میں احمدیت کی عالمی ترقیات کا راز

حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید جیسی انقلابی تحریک کی بنیاد کے ابتدائی ایّام میں یہ قرآنی نکتہ پیش فرمایا کہ:۔

’’وَسِّعْ مَکَانَکَ کے الہام میں بھی اس امرکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب مشکلات آئیں تو اُس وقت زمین پر پھیل جانا اور اپنی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کرنا۔پس اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا ذریعہ ایک طرف توہمیں یہ بتایا ہے کہ تم چین اور جاپان اور امریکہ اورافریقہ اور Streets Settlements اور دوسرے ممالک چلے جاؤ اور دنیا میں پھیلتے جاؤ۔ یہاں تک کہ کوئی قوم تمہارا مقابلہ نہ کرسکے۔

یادرکھو کہ بہترین جرنیل دنیا میں وہی سمجھا جاتا ہے جو اپنی فوج کوعقل کے ساتھ پھیلا سکے۔میرے مخاطب اس وقت وہ ہیں جوفوجی ہنرکونہیں جانتے اور انہیں خطاب کرنے والا وہ شخص ہے جس نے کبھی اپنے ہاتھ سے تلوار نہیں چلائی۔مگراللہ تعالیٰ نے اسے علم دیا اور ہرقسم کا علم دیا ہے۔جو جماعتیں ایک جگہ رہتی ہیں وہ ہمیشہ کچلی جاتی ہیں۔............ روحانیت کی بھی ایک رو ہوتی ہے جوبعض ملکوں میں دب جاتی ہے اوربعض میں زور سے چل پڑتی ہے۔............

اگرتم دنیا میں نہ پھیلے اورسو گئے تو وہ تمہیں گھسیٹ کر جگائے گا اور ہر دفعہ کا گھسیٹنا پہلے سے زیادہ سخت ہو گا۔پس پھیل جاؤ دنیا میں،پھیل جاؤ مشرق میں،پھیل جاؤ مغرب میں،پھیل جاؤ شمال میں،پھیل جاؤ جنوب میں،پھیل جاؤ یورپ میں،پھیل جاؤ امریکہ میں، پھیل جاؤ افریقہ میں،پھیل جاؤ جزائر میں،پھیل جاؤ چین میں،پھیل جاؤ جاپان میں۔پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں، یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ، دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔

پس تم پھیل جاؤ جیسے صحابہؓ پھیلے۔پھیل جاؤ جیسے قرونِ اولیٰ کے مسلمان پھیلے۔تم جہاں جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلے کی عزت قائم کرو۔جہاں پھرو اپنی ترقی کے ساتھ سلسلے کی ترقی کا موجب بنو۔اسی طرح مختلف پیشے ہیں جواورملکوں میں سیکھے جاسکتے ہیں انہیں سیکھواور اپنے ملک کوترقی دو۔کہیں مزدوربن کر،کہیں کلرک بن کراورکہیں دیگر ذرائع سے ان فنون کوحاصل کرو اور دنیا میں نام پیدا کرو۔مَیں چاہتا ہوں کہ ہماری زندگیوں میں ہی احمدیت کی تعلیم کے مرکز قائم ہوجائیں۔پس قریب سے قریب زمانہ میں دُور سے دُور علاقوں میں مراکز احمدیت قائم کرنا تحریکِ جدید کا ایک مقصد ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ فروری ۱۹۳۶ء بحوالہ مطالباتِ تحریکِ جدید‘‘ صفحہ نمبر ۵۷، ۵۹)

حضرت مصلح موعودؓ کی دلچسپ گفتگو لاہور کے ایک صحافی سے

فرمایا:۔’’تم اللہ تعالیٰ کی خدمت کے نصیب ہوتے ہوئے اورکیا چاہتے ہواسی میں لگے رہواور دنیا کی ایجی ٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کردواورتم شیطان کے مقابلہ پرایجی ٹیشن کرو۔

ایک شادی کے موقعہ پرایک دفعہ مجھے لاہور جانا پڑا۔جولوگ شادی میں شامل ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے ان میں لاہور کے ایک مشہوراخبار کے ایڈیٹر بھی تھے۔ان دنوں ٹرکی اور آسٹریا کا آپس میں جھگڑا تھا اس لئے آسٹریا کے مال کوبائیکاٹ کرنے کیلئے لکھا جارہا تھا۔میں نے اس سے کچھ مدت پہلے ان ایڈیٹر صاحب کے خلاف ایک سخت مضمون لکھا تھا جوان کے کسی بیہودہ مضمون کے جواب میں تھا۔جب ایڈیٹر صاحب کی اور میری ملاقات ہوئی توانہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا عمرہے۔مَیں نے کہا انیس 19 سال ہے۔یہ سُن کروہ بڑے متعجب ہوئے اور کہا کہ آپ کی اتنی ہی عمرہے۔غالبًا انہیں وہ مضمون یاد آگیا۔پھرکہا کہ ٹرکی کے دوصوبے آسٹریا نے دبالئے ہیں اس لئے آپ کے خیال میں ہمیں آسٹریا سے کیا کرنا چاہئے۔میں نے کہا ہمارے سپرد تو بہت بڑا کام ہے اس لئے ہم اور کسی طرف کس طرح توجہ دے سکتے ہیں؟ کہنے لگے ہمیں آسٹریا کے مال کا بائیکاٹ کرنا چاہئے اوراسکی کوئی چیز نہ خریدنی چاہئے۔میں اس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھا جو کہ اتفاقًا اٹلی کی بنی ہوئی تھی۔وہ ایڈیٹر صاحب کہنے لگے کہ آسٹریا کی بنی ہوئی ٹوپیاں ہمیں نہیں پہننی چاہئیں۔مَیں نے کہا مَیں تو اس خیال میں آپ سے متفق نہیں لیکن میری یہ ٹوپی تو اٹلی کی بنی ہوئی ہے جس وقت کا یہ ذکر ہے اس وقت میں ٹوپی پہنا کرتا تھا۔‘‘

(انوارالعلوم)

کوئی نبی شہید نہیں کیا جاسکا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم مبارک سے تاریخ انبیاء کا ایک ورق:

’’پس سچ بات یہ ہے کہ ہرایک جوخدا کے پیار کا دعویٰ کرتا ہے ایک وقت میں ایک حالت موت کے مشابہ ضرور اس پرآجاتی ہے۔سواسی سنّت اللہ کے موافق مسیح پربھی وہ حالت آگئی۔مگرجتنی نظیریں ہم نے پیش کی ہیں وہ گواہی دے رہی ہیں کہ ان تمام نبیوں میں سے ایسے امتحان کے وقت کوئی بھی نبی ہلاک نہیں ہوا۔آخرقریب موت پہنچ کرجبکہ ان کے روحوں سے اِیْلِی اِیْلِی لَمَا سَبَقْتَانِی کا نعرہ نکلا تب یک مرتبہ خدا کے فضل نے اُن کو بچالیا۔پس جس طرح ابراہیم آگ سے اور یوسفؑ کوئیں سے اورابراہیمؑ کا ایک پیارا بیٹا ذبح سے اوراسماعیلؑ پیاس کی موت سے بچ گیا۔اسی طرح مسیح بھی صلیب سے بچ گیا۔وہ موت کا حملہ ہلاک کرنے کیلئے نہیں تھا بلکہ ایک نشان دکھلانے کے لئے تھا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 362حاشیہ)

❁❁❁❁❁❁❁

انتظار

جا کر کہے کوئی در و دیوارِ یار سے
دن ہم بھی گِن رہے تھے غمِ انتظار کے

آئے گا ایک شخص بڑے دُور دیس سے
رکھی تھیں اُس کی راہ میں پلکیں سنوار کے

اتنا قریب ہو کے بھی دُوری نہ مٹ سکی
یہ حوصلے نہ تھے مرے لیل و نہار کے

شب ہائے انتظار لے جائیں حضورِ یار
آنسو پرو کے دیدۂ اختر شمار کے

کہتا ہوں سچ مَیں تجھ سے مری جانِ آرزو
مَیں لے سکا نہ دو قدم سرحد سے پار کے

لگتا ہے یُوں دیارِ وفا میں ترے بغیر
’’ ہم رہنے والے ہیں کسی اُجڑے دیار کے‘‘

ناہیدؔ اَشکِ غم سے نہ دل کی کلی کھِلی
آئے بھی اور چلے بھی گئے دن بہار کے

(عبدالمنان ناہیدؔ)

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبراستعمال کریں۔

Telephone Number: **020 8875 4321**

Fax Number: 020 8870 5234

بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 16

چاہے بچہ زندہ رہے یا نہ رہے، ویسے لینا ہے تو لے لو۔ بچہ نہاتے ہوئے فوت ہو گیا۔ اگر اللہ کی عبادت نہ کرنے والی اور ایمان نہ لانے والی عورت ہوتی تو ڈر جاتی اور اس کو بلا کر معافی مانگتی۔ لیکن انہوں نے صرف اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّاَاِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور باپ کے ہاتھ میں بچہ کو دفنانے کے لئے دے دیا۔ پھر خدا نے اس صابرہ ماں کو نوازا۔ آپ کے کئی بچے پیدا ہوئے۔ ظفر اللہ خان صاحب جیسا بچہ پیدا ہوا۔ آپ نے لمبی زندگی پائی اور دنیا میں بڑا نام کمایا اور شہرت پائی۔

حضور نے فرمایا: اگر ایسے ابتلا اور امتحان آئیں اور ان سے ڈر یا خوف ہو اس حد تک کہ میری شامت اعمال ہے۔ یہ ابتلاء اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکانے والے ہوں نہ کہ بندوں کے آگے جھکانے والے ہوں۔

حضور نے فرمایا: معاشرے میں مردہ پرستی بہت ہے۔ فقیروں کی قبروں پر جاتے ہیں اور وہاں مرادیں مانگتے ہیں۔ بعض ان میں سے اللہ والے بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ لیکن بعض بزرگ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ کے حضور سجدے کرتے گزار دی، شرک کے خلاف جہاد کرتے گزار دی اب ان کی قبروں کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر دیا ہے، شرک کا ذریعہ بنا دیا ہے اور مجاوروں نے کمائی کا ذریعہ بنایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت میں نئے آنے والے بعض ایسے معاشرے میں سے بھی آئے ہوں گے جن کو پیروں، فقیروں اور قبروں پر اعتماد ہوتا ہے اس لئے یہ خطرہ رہتا ہے کہ جب اس طرح جماعت میں شمولیت ہو رہی ہو تو دوسرے کم علم والوں کو ایسے لوگ متأثر نہ کریں۔ اس لئے لجنہ کے نظام کو تربیت کے معاملہ میں بہت فعال ہونا چاہئے۔ معمولی سی بھی کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے شرک کی بُو آتی ہو۔ ان نومبائعات کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ جو پرانی ہیں ان کے بھی جائزے لیتے رہیں۔ وہ خود اپنے جائزے لیتی رہیں کہ کس حد تک وہ احمدیت میں رہ کر خدا کے قریب ہو رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا: جماعت اللہ کے فضل سے بڑھ رہی ہے۔ بہت سی برائیاں بھی نئے آنے والوں کے ساتھ آ جاتی ہیں۔ اس لئے شعبہ تربیت کو بھی بہت زیادہ فعّال ہونے کی ضرورت ہے تا کہ کبھی کسی قسم کا کوئی شرک ہمارے اندر داخل نہ ہو۔ نئے شامل ہونے والوں کی خوبیاں تو لیں، برائیوں کی اصلاح کریں۔ ساتھ ساتھ اپنی برائیوں کی بھی اصلاح کریں۔ یقیناً جو نئے احمدی ہو رہے ہیں ان کے دل میں کوئی نہ کوئی نیکی ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: جب بھی کسی کی تربیت کریں اس کے لئے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر رنگ میں اس مقام کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے اس نے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور جب آپ دوسروں کے لئے دعا کر رہی ہوں گی تو یقیناً آپ کے دل میں بھی خیال آئے گا کہ مَیں اپنے بھی جائزے لوں کہ آیا مَیں اس مقام تک پہنچ گئی ہوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں؟۔

حضور نے فرمایا: پھر اپنے نفسوں کا شرک ہے، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے، جس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا: چالاکیاں، ہوشیاریاں، مکروفریب، جھوٹ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو شرک کی طرف لے جانے والی ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو بتوں کی پلیدی کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج: 31) یعنی بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

حضور نے فرمایا: بچوں کے رشتوں میں جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ لڑکے والے خاص طور پر غلط بیانی کرتے ہیں اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ مائیں اس معاملے میں بچوں کی زیادہ طرفداری کر رہی ہوتی ہیں۔ جب ایسے معاملات سامنے آتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ ماؤں نے ہی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کی بجائے جھوٹ پر انحصار کرتے ہیں جب کہ رشتوں کے وقت تقویٰ اور قول سدید کا بہت زیادہ حکم آیا ہے۔ جھوٹ پر انحصار کر کے ایسا کرنا بھی ایک شرک ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہئے۔ جھوٹ فسق و فجور کا موجب بنتا ہے اور فسق و فجور آگ کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس وجہ سے برکتیں اٹھ جاتی ہیں، گھروں کے سکون برباد ہو جاتے ہیں، جھوٹ بولنے والے ایک کے بعد دوسرا گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اور ایک جھوٹ کئی بداعمالیوں کا گناہ پیدا کرتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ ایک احمدی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ خدا اس سے چھُوٹ جائے۔ جب خدا ہی ہمارے پاس نہیں رہا تو ہمارے پاس کیا رہ گیا۔ پس کسی احمدی کو کبھی بھی جھوٹ کے قریب نہیں پھٹکنا چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں تو جب وہی سب کچھ ہے تو پھر کون یہ سوچ سکتا ہے کہ اس کے دامن سے علیحدہ ہو کر ہم کوئی مفاد حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہی رازق ہے۔ اپنے سچے اور وفادار کو وہی رزق دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: عورتوں میں طبعاً یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے حالات اچھے ہوں۔ پیسے کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ عورتیں اگر نیکیوں کی طرف توجہ دیں گی تو خدا آپ میں قناعت پیدا کرے گا اور آپ کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے انسان گمان بھی نہیں کر سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانے والے، اس کی عبادت کرنے والے، اس کے حضور جھکنے والے اللہ کی خشیت دل میں رکھنے والے ہوں تو اللہ کا وعدہ ہے کہ مَیں رزق بھی دوں گا اور ہر طرح کے روحانی فائدے بھی ملیں گے۔ جسمانی اور روحانی ہر طرح کے رزق مہیا ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: جب انسان کے ساتھ اللہ کا یہ وعدہ ہو تو پھر کسی اور کے آگے جھکنا، جھوٹ کا سہارا لینا، کسی کو اپنا رازق سمجھنا، ان سب باتوں کو جہالت کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر وقت یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تمام عزتوں کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ (النساء:139) ۔ کہ عزت سب کی سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اگر عزت بھی حاصل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے بنیں۔ اس سے ہمیشہ مدد مانگیں۔ جب آپ عابدات بن کر اس سے مانگ رہی ہوں گی، اس پر توکل کر رہی ہوں گی، اس کے آگے جھک رہی ہوں گی تو جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اپنی روحانی ترقی کے بھی سامان کر رہی ہوں گی اور دنیاوی ترقی کے بھی سامان کر رہی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو بہترین عورت کی خصوصیات بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ مسلمات ہوں۔ اسلام قبول کیا ہے اس کو سمجھ رہی ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر چل رہی ہوں۔ مومنات ہوں، ایمان میں کامل ہوں، کوئی امتحان آپ کے پائے ثبات میں لغزش لانے والا نہ ہو۔ خدا سے دور نہ کرنے والا ہو۔ جیسے بھی حالات ہو جائیں خدا کی طرف جھکنے والی ہوں۔ خدا کے حکموں کو بجالانے والی ہوں۔ پھر قانتات ہوں، فرمانبرداری میں بڑھی ہوئی ہوں، اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی اطاعت کرنے والی ہوں، نظام جماعت کی اطاعت کرنے والی ہوں۔ تبھی ہم ترقی کر سکتے ہیں جب ایک نظام کے تحت چل رہے ہوں گے۔ تائبات ہوں، توبہ کرنے والی ہوں اور اپنے گزشتہ گناہوں سے، غلطیوں سے، خدا سے بخشش طلب کر رہی ہوں اور آئندہ اس عزم کا اظہار کر رہی ہوں کہ تمام گزشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ مشرکانہ رسوم سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

حضور نے فرمایا: یہ مشرکانہ رسوم، بدعات ہیں ان کی اس طرح پابندی کی جاتی ہے جیسے یہ دین کا حصہ ہیں۔ حالانکہ دین تو سادگی سکھاتا ہے۔

حضور نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرنے والی ہوں، اپنے روحانی مقام کو بڑھانے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ دینے والی ہوں، روزے رکھنے والی ہوں اور خدا کی طرف توجہ دینے والی ہوں۔

پس احمدی عورتیں اگر ان خصوصیات کی حامل ہو جائیں، ہر لمحہ خدا کی طرف دھیان دینے والی ہوں اور برائیوں سے بچنے والی ہوں تو ہمیں آئندہ نسلوں کی حفاظت کی ضمانت ملتی رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی عورت یہ عزم کرے کہ اس نے ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمیشہ بھروسہ کرنا اور توکل کرنا ہے۔ عابدات، قانتات، تائبات بننا ہے تا کہ خدا تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اس کا حق ادا کر سکیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے احمدیت کی جو نسل آپ کی گود میں پل رہی ہے اس کا شمار ذرّیت طیّبہ میں ہو نہ کہ ان میں ہو جو شیطان کی گود میں جا پڑتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: بچوں کی طرف خاص توجہ کریں۔ بحیثیت گھر کے نگران کے ہر عورت اپنے بچوں کے بارہ میں جوابدہ ہو گی۔ خدا پوچھے گا کہ تمہیں نگران بنایا گیا تھا تم نے ان کی تربیت کیوں نہیں کی۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل کی برائیوں میں سے ایک برائی ٹی وی کے بعض پروگرام ہیں۔ انٹرنیٹ پر بعض غلط قسم کے پروگرام اور فلمیں ہیں۔ اگر آپ نے اپنے بچوں کی نگرانی نہیں کی اور انہیں ان لغویات میں پڑا رہنے دیا تو پھر بچے ضائع کر دئے۔

حضور انور نے فرمایا: بچے کو اس کی ہر غلطی پر سمجھانا چاہئے۔ آپ کے سپرد صرف آپ کے بچے نہیں، قوم کی امانت آپ کے سپرد ہے۔ احمدیت کے مستقبل کے معمار آپ کے سپرد ہیں۔ ان کی تربیت کریں۔ خاص طور پر اللہ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عمل سے بھی بچوں کی تربیت کریں۔ ان کو سمجھاتے ہوئے بھی ان کی تربیت کریں۔ اور اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اپنے آپ کو دنیوی لغویات سے بھی پاک کریں اور اپنے بچوں کے لئے بھی جنّت کی ٹھنڈی ہواؤں کے سامان پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوپہر ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب اپنے اختتام کو پہنچا۔ خطاب کے بعد حضور نے دعا کروائی۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کے ایک حصہ میں بیٹھی ہوئی نومبائعات کے پاس تشریف لے گئے اور شرف زیارت بخشا۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے تو ڈیوٹی پر موجود بعض پولیس افسران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے از راہ شفقت ان سے گفتگو فرمائی۔

بہشتی مقبرہ میں دعا

اس کے بعد حضور انور پیدل ہی بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ بارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظر اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ نے ہندوستان اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے 27 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ نکاحوں کے اعلان کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت تشریف فرما رہے۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

مستورات کی اجتماعی ملاقات

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس دارالمسیح مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ جہاں پروگرام کے مطابق مستورات سے اجتماعی ملاقات ہوئی۔ ملاقات کرنے والوں میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور دوسرے ہمسایہ ممالک سری لنکا، برما، نیپال اور بھوٹان سے آنے والی خواتین شامل تھیں۔ ملاقات کرنے والی خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور نصرت گرلز سکول کے احاطہ میں جمع تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو ربوہ سے آئی ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑا کریں۔ اس طرح حضور انور نے فیصل آباد اور لاہور سے آنے والی خواتین سے بھی دریافت فرمایا۔ حضور انور نے مستورات سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: جو جذبہ لے کر یہاں آئی ہیں اور جس مقصد کے لئے یہاں آئی ہیں اسے ہمیشہ یاد رکھیں اور اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں اور یہاں کے روحانی ماحول میں اپنا وقت دعاؤں میں گزاریں۔

حضور انور نے پاکستان سے آنے والی خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ خلافت واپس پاکستان آئے تو صرف باتوں سے انقلاب نہیں آئے گا۔ آپ کو اپنے اندر انقلاب پیدا کرنا ہوگا، اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں اور پہلے سے بڑھ کر اس طرف توجہ دیں۔

چونکہ ملاقات کرنے والی خواتین کی تعداد ہزاروں میں تھی اور بہت زیادہ رش تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ وقت آپ کے ڈسپلن کے اظہار کا ہے اور جذبات کے کنٹرول کرنے کا۔ اپنے جذبات کا اظہار خدا کے حضور کریں تا کہ وقت ضائع کئے بغیر ہر ایک سے ملاقات ہو سکے۔

ملاقات کا یہ سلسلہ رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ اس دوران ساڑھے تین ہزار سے زائد خواتین نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ خواتین ایک قطار کی صورت میں باری باری حضور انور کے پاس سے گزرتیں، سلام عرض کرتیں اور شرف زیارت حاصل کرتیں اور دعا کے لئے عرض کرتیں۔

ملاقات کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ واپس تشریف لے گئے۔

پریس اور میڈیا

آج پریس اور میڈیا نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب کو اپنے اخبارات میں جگہ دی اور حضور انور کی تصویر اور جلسہ کے دیگر مناظر کی تصاویر کے ساتھ حضور انور کے افتتاحی خطاب کے مختلف حصے شائع کئے۔ درج ذیل اخبارات نے اپنی 27 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں افتتاحی خطاب کو کوریج دی۔

❁...... 1۔ روزنامہ ہند سماچار جالندھر۔ 2۔ The Indian Express ۔3 Times of India ۔4 The Tribune ۔5 Hindustan Times ۔ 6۔ روزنامہ امر اُجالا جالندھر، 7۔ روزنامہ پنجاب کیسری جالندھر۔ (اس اخبار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور مینارۃ المسیح کی تصویر بھی شائع کی)۔ 8۔ روزنامہ اجیت سماچار جالندھر۔ 9۔ روزنامہ دینک جاگرن جالندھر۔ 10۔ روزنامہ جگ بانی جالندھر (اس اخبار نے بھی مینارۃ المسیح کی تصویر شائع کی) 11۔ روزنامہ اجیت جالندھر۔ 12۔ روزنامہ پنجابی ٹریبیون جالندھر۔ 13۔ روزنامہ اسپوکس مین چنڈی گڑھ۔ 14۔ روزنامہ چڑھدی کلا پٹیالہ۔ 15۔ روزنامہ دیش سیوک چنڈی گڑھ۔ 16۔ روزنامہ نواں زمانہ جالندھر۔

ان میں سے بعض اخبارات نے جلسہ سالانہ کے پروگراموں اور حضور انور کے خطاب کی کوریج کے علاوہ جماعت احمدیہ کی تاریخ پر آرٹیکل اور مضامین بھی لکھے۔ ان اخبارات میں سے صرف ایک اخبار روزناہ ہند سماچار کے مختلف شہروں سے شائع ہونے والے ایڈیشن کی روزانہ کی تعداد 11 لاکھ ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ میڈیا میں جو وسیع پیمانہ پر کوریج ہو رہی ہے اس سے ہندوستان کے لکھوکھہا لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ الحمدللہ۔

28 دسمبر 2005ء بروز بدھ:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

مہمانوں کے خطابات

آج جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔ جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے قبل درج ذیل مہمانوں نے سٹیج پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مختصر وقت میں جماعت کے کاموں اور خدمات کو سراہتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

1۔ جناب مہنت رام پرکاش داس، وائس پریذیڈنٹ انڈیا وشو ہندو پریشد۔

2۔ جناب سنت بابا درشن سنگھ۔ نمائندہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی۔

3۔ جناب سنت بابا فقیر چند صاحب آف سگھ بھڈونی ہماچل۔

4۔ جناب سرندر کمار صدر شوسینا کمیٹی۔

5۔ جناب انوراگ سود صاحب صدر سرودھوم سد بھاؤنا کمیٹی۔

6۔ جناب پدم شری وجے کمار جی چوپڑہ۔ ایڈیٹر ہند سماچار و جگ بانی۔

7۔ جناب سنت بابا کشمیرا سنگھ جالندھر صدر سنت سماج پنجاب۔

8۔ جناب طاہر احمد صاحب ایم پی گھانا وڈپٹی منسٹر آف انرجی۔ (مکرم طاہر احمد صاحب مخلص احمدی ہیں اور غانا سے جلسہ میں شرکت کے لئے قادیان پہنچے تھے)۔

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کے لئے تین بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ سٹیج پر مذکورہ بالا مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے مہمانوں سے گفتگو فرمائی اور تعارف حاصل کیا۔ مہمانوں نے اس موقع پر حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی اور حضور انور سے ملاقات کرکے بہت خوشی اور اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور کرسی صدارت پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نعروں کے بارہ میں ہدایت فرمائی کہ جو نعرے سامعین کی طرف سے لگائے جاتے ہیں ایک تو وہ موقع محل کے مطابق نہیں ہوتے۔ دوسرے ان کی آواز دب کررہ جاتی ہے۔ اس لئے مرکزی سطح پر سٹیج سے ہی موقع محل کے مطابق نعرے لگیں گے۔

اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا جو قاری نواب احمد صاحب نے کی۔ بعدازاں عزیزا ندیم احمد خان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

تعلیمی اسناد

اس کے بعد گزشتہ سالوں میں ہندوستان اور پاکستان میں تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔ بعض طلباء نے اس موقع پر خود اپنے سرٹیفکیٹ حاصل کئے جب کہ بعض طلباء اور جملہ طالبات کے سرٹیفکیٹ ان کے عزیزوں نے حضور انور کے دست مبارک سے حاصل کئے۔

تقسیم اسناد کی اس تقریب میں ہندوستان سے ایک طالبعلم اور پاکستان سے 98 طلباء وطالبات کے عزیزوں نے یہ سندات حاصل کیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ علمِ انعامی

تقسیم اسناد کی اس تقریب کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو گزشتہ دو سالوں میں دو مرتبہ بھارت کی مجالس میں اوّل آنے کی وجہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے علم انعامی عطا فرمایا۔

اختتامی خطاب

چار بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 41 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس زمانہ میں جب کہ جماعت احمدیہ تقریباً تمام دنیا میں پھیل جانے کی وجہ سے اور میڈیا کی وجہ سے بھی اور گزشتہ گیارہ سال سے MTA کی وجہ سے بھی احمدیت کا تعارف اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں ہو چکا ہے۔ اور اگر کسی جگہ ان ذرائع سے تعارف نہیں ہوا تو غیر از جماعت مُلّاں نے ہمارے خلاف زہر اگل کر یہ تعارف کروا دیا ہے۔ اس کا فائدہ مُلّاں کو ہوا یا نہیں لیکن جماعت کی تبلیغ خوب ہو رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض ملکوں میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ سلوک ہوا ہے۔ اس کی رپورٹنگ میڈیا کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہے۔ مغربی دنیا ہو یا دوسری دنیا کے ممالک ہر جگہ لوگ یہ جان گئے ہیں کہ مُلّاں احمدیت کے خلاف فضا قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں بھی مَیں دورہ پر جاؤں اخبار نویسوں کے علاوہ جن شخصیات سے بھی ملا ہوں وہ یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ تمہارے میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ دوسرے مسلمان کیوں تمہارے خلاف ہیں؟۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارے خلاف جو لوگ ہیں ان میں سے اکثریت کو جماعت کے بارہ میں صحیح علم نہیں ہے۔ صرف مُلّاں کے پیچھے چلنے کی وجہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم احمدیوں پر سب سے بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ ان سے بڑا اور آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹا الزام ہے جو احمدیوں پر لگایا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آج اگر کسی کو آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی صحیح پہچان ہے تو وہ احمدی ہے۔ آج اگر آنحضرت ﷺ کے حکموں پر کوئی چلنے والے ہیں تو احمدی ہیں۔ اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ قرآن مجید اور حدیث کی رُو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس کا صحیح فہم وادراک عطا فرمایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ الزام کہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے مخالفین اپنے خیال وزعم میں اس آیت کی روشنی میں کرتے ہیں جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ گزشتہ ایک سو سال سے زائد عرصہ سے ان لوگوں کو سمجھا رہی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھا رہے ہیں کہ دیکھو تم جو خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہو کہ ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ خاتم کا مطلب مہر ہے اور یہ معنے ہر جگہ لغات سے ثابت ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ لوگ اب علمی بحث سے تنگ آ چکے ہیں۔ اپنے لٹریچر میں خاتَم اور خاتِم کی بحث میں پڑ گئے ہیں اور بعض جگہ تو قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے تحریف کر دی ہے کہ اس کا مطلب ہے ختم کرنے والا اور اب نبوّت ختم ہو گئی۔

حضور نے فرمایا کہ اس وقت مَیں یہ بیان کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی رُو سے آنحضرت ﷺ کے اس مقام کو کس طرح بیان فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس جان لے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے کہ نبی محدث ہوتا ہے اور محدّث نبی کی انواع میں سے ایک نوع کے حصول کی وجہ سے نبی بھی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب نبوت میں سے اس کی ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ رؤیاء صادقہ اور مکاشفات صحیحہ کی اقسام میں سے مبشرات ہیں جو خاص خاص اولیاء پر نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ نور ہے جو دردمند قوم کے دلوں پر اپنی تجلّی فرماتا ہے۔

پس اے کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے والے اور بصیرت رکھنے والے سُن! کیا اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ باب نبوّت کلّی طور پر بند ہے بلکہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی نبوّت جس میں صرف مبشرات ہوں وہ قیامت تک باقی ہے اور کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اور تجھے اس بات کا علم ہے اور تو نے کتب حدیث میں یہ بھی پڑھا ہے کہ رؤیائے صالحہ نبوت تامہ کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ پھر جب رؤیائے صالحہ کا یہ مرتبہ حاصل ہے تو پھر وہ کلام کتنا عظیم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے محدثین کے قلوب پر نازل کیا جاتا ہے۔ پس جان لے اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے کہ ہمارے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ نبوت جزئیہ کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں مبشرات اور منذرات آتی ہیں جو امور غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں یا لطائف قرآنی اور علوم لدنی سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ لیکن نبوت کاملہ تامّہ جو وحی کے تمام کمالات کی جامع ہے ہم اس کے منقطع ہونے پر اس دن سے ایمان لاتے ہیں جب سے یہ آیت قرآنی نازل ہوئی ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:41)۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات اسے سمجھ آئے گی جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز رکھنے والا ہوگا، جو صاحب بصیرت ہوگا۔ اِن بظاہر پڑھے لکھے لوگوں کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بصیرت ہی نہیں رہی۔ ان میں اتنی عقل ہی نہیں رہی کہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرسکیں۔ اِن بظاہر پڑھے لکھے نام نہاد علماء سے تو وہ غریب اَن پڑھ دیہاتوں کے رہنے والے، بظاہر جاہل نظر آنے والے زیادہ صاحب فراست ہیں جنہوں نے اس نکتے کو سمجھا اور آنحضرت ﷺ کے مقام کو پہچانتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے۔

حضور نے فرمایا: نور فراست وبصیرت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔ پس مَیں ان لوگوں کو یہ کہتا ہوں کہ اگر نیک دل ہیں تو احمدیوں کے خلاف شور شرابا کرنے کی بجائے عقل استعمال کرتے ہوئے، خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے، خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں، اس سے مدد مانگیں۔ کم علم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بجائے اگر دل میں خوف خدا ہے تو پھر اس بات کی تلقین کریں کہ زمانہ اس بات کا متقاضی ہے کہ مسیح ومہدی اور کسی مصلح کا نزول ہو اور اس زمانے میں ایک دعویدار بھی موجود ہے۔ اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ تو ہماری رہنمائی فرما تا کہ ہم بھٹکے ہوؤں میں شمار نہ ہوں اور تیرے غضب کی پکڑ میں نہ آئیں۔ ہم سے یہ سوال نہ ہو کہ جب میرا بھی حکم تھا اور آنحضرت ﷺ نے بھی واضح طور پر فرما دیا کہ جب آنے والا آئے تو اسے میرا اسلام پہنچانا تو کیوں نہ مانا۔ پس اس طرح جب مسلمان دعا کریں گے اور اللہ سے رہنمائی مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے دعا مانگنے والوں کی رہنمائی بھی فرماتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عام طور پر یہ نظریہ علماء کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ ایک تو یہ علیحدہ مسئلہ ہے کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں۔ ہم تو بہرحال ان کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ان لوگوں کے نظریات کے مطابق دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو کیا وہ نبی نہیں ہوں گے۔

حضور نے فرمایا: یہ تو زیادہ توہین ہے آنحضرت ﷺ کی کہ آپ کی نبوت کو اختتام تک پہنچانے کے لئے آپ کی

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

امت میں سے تو کوئی اس قابل نہ ٹھہرے اور بنی اسرائیل کے ایک نبی کی خدا کو مدد لینی پڑے۔ گویا خداتعالیٰ بھی مجبور ہوگیا کہ اُمّت مسلمہ میں کسی کو یہ اعزاز نہ بخش سکا گو وہ کتنا ہی نیک اور خدا کے آگے جھکنے والا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نہ صرف آنحضرت ﷺ کی توہین ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات کا بھی انکار ہے۔ اس طرح خداتعالیٰ کے انکار کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگ ہوش کے ناخن لیں۔ سوچیں، سمجھیں اور بلاوجہ مسلمانوں کو ابتلاء میں نہ ڈالیں۔

حضورانور نے اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں اس قسم کے نظریات مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھا کر عیسائی پہلے بھی سرگرم رہے اور اب بھی دوبارہ سرگرم ہوئے ہیں اور اب دنیا میں ان کے حملوں کی بھرمار ہو رہی ہے۔ پس اگر آج مسلمان اپنا اسلام زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو سوائے خاتم الانبیاء کے عاشق صادق کے پیچھے چلنے کے اور کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے اس مسیح و مہدی کی دشمنی کو چھوڑ دیں۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کرنے کے بعد فرمایا: یہ ہے مقام ختم نبوت اور یہ ہے اس کامل شریعت کا کمال جو آنحضرت ﷺ پر اتری کہ اس کی پیروی کے نتیجہ میں بھی وحی والہام ہوتا ہے ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پھر ہم میں اور دوسروں میں فرق کیا رہ گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ غور کریں، انتظار کرتے کرتے اپنی عمریں ضائع نہ کریں اور آنے والے کو آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مان لیں تا کہ اللہ کے حضور جب حاضر ہوں تو سرخرو ہو سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہی مسلمان مقام ختم نبوت کو اپنے دلوں میں بٹھا رہے ہوں گے۔ ایک ایسے شخص کو مان رہے ہوں گے جو امتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا عاشق صادق ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے اعزاز سے مشرّف ہوا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جو دولت آپ کے گھر میں موجود ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے کے گھر کو اس سے کمتر چیز لینے کے لئے کیوں دیکھتے ہیں۔ وہ چشمہ جو تمہارے گھر میں موجود ہے اس سے اپنی پیاس بجھاؤ بلکہ غیروں کو بھی اس طرف لاؤ بجائے اس کے کہ ایسے سراب کی طرف دوڑا جائے جس کے پیچھے دوڑتے دوڑتے زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں اور کچھ نہیں ملتا۔

حضور نے فرمایا: آج ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا میں ہماری آواز پہنچتی ہے۔ پس چاہئے کہ سب مسلمان اس چشمہ سے فیض پائیں جو آنحضرت ﷺ کے عشق کی وجہ سے خداتعالیٰ نے جس کو فیض کا منبع ٹھہرایا ہے اور اپنا محبوب بنایا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا مقام اور فیضان ہے کہ آپ کے پیچھے چل کر، فنا ہو کر، اللہ تعالیٰ کا محبوب بن کر انسان اس انعام سے بھی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ جبکہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے پیشگوئی بھی موجود ہے۔ اور ایسی نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات بھی موجود ہیں، نظر آ رہی ہیں۔ سچا دعویٰ خود بولتا ہے اور گزشتہ سو سال سے زائد جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ اس کو دیکھ کر اب تو مسلمان ہوش میں آئیں۔ اتنا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ جماعت اللہ کے فضل سے ترقی پر ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اس عرصہ میں کئی جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے ان کا کیا حشر ہوتا رہا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا: یہ بتائیں کہ کیا توہین رسالت بلکہ اللہ تعالیٰ کی توہین کے یہ مجرم ٹھہرتے ہیں یا احمدی۔ بہرحال قرآن کریم میں کئی آیات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف نبی آسکتا ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے ہی نبی کا آنا آپ کے مقام کو اور اونچا کرتا ہے نہ کہ کم۔

حضور نے فرمایا: یہ مخالفین ہیں نبوت کی توہین کرنے والے۔ کیا آج کل جو اُمّت کے حالات ہیں ان پر نظر رکھتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ یا یہ چیزیں احساس دلاتی ہیں کہ اللہ کے حضور رو رو کر دعائیں کریں۔ بجائے اس کے کہ غیروں کے آگے جھک رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔

حضور انور نے فرمایا: دیکھیں آپ سب جو اس وقت میرے سامنے یہاں بیٹھے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے، یہ باتیں آج مَیں نے صرف غیروں کے سنانے کے واسطے نہیں کیں بلکہ آپ کے لئے بھی ہیں۔ اپنے مقام کو سمجھیں اور اپنے اندر اور اپنی نسلوں کے اندر وہ معیار قائم کرتے جائیں کیونکہ آج آپ احمدی ہیں جنہوں نے اس خاتم النبیین کے مقام کو پہچانا ہے۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے اس مقام سے دوسروں کو بھی آشنا کرنا ہے۔ اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں جو اس خاتم الانبیاء نے کئے اور جس کے نمونے ہمیں اس کے غلام صادق نے دکھا کر ہم سے توقع کی کہ ہم بھی اس سنت پر چلیں۔

حضور نے فرمایا: پس آپ ہی ہیں جنہوں نے اس خاتم النبیین اور محسن انسانیت کے صلح و آشتی اور محبت کے پیغام کو مشرق میں بھی پہنچانا ہے اور مغرب میں بھی پہنچانا ہے اور شمال میں بھی پہنچانا ہے اور جنوب میں بھی پہنچانا ہے اور تمام دنیا کے ہر انسان کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کروانے کے لئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑنا۔ اگر آج ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اس ذمہ داری کو نہ سمجھا تو وہ بھی ان لوگوں کی صف میں کھڑا ہوگا جنہوں نے باوجود اُمّتی ہونے کے دعوے کے اس مقام ختم نبوت کو نہیں پہچانا۔ اس غلام صادق کو جس نے اس بستی سے نبیوں کے سردار کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑ ااٹھایا تھا اس کا غلام ہونے کے بعد اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھا۔ اگر ہم یہ کام نہیں کریں گے تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق یہ کام کر رہا ہے اور پہنچا رہا ہے۔ اور آج اللہ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے تک یہ پیغام پہنچ چکا ہے۔ لیکن ہم اگر اس سے بے اعتنائی برتتے رہے، توجہ نہ کی تو ان برکات سے فیضیاب نہیں ہو سکیں گے جن برکات کا وعدہ ہے۔ اللہ ہر احمدی کو ہمیشہ ان برکات سے فیضیاب کرتا چلا جائے۔

خداتعالیٰ آپ کو اس جلسہ کی برکات سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ اس روحانی ماحول میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جو جھولیاں آپ نے بھری ہیں اللہ کرے یہ ہمیشہ بھری رہیں۔ آپ کی نسلیں بھی اس سے فیض پاتی رہیں۔ اللہ کرے آپ سب ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام دعاؤں کے وارث بنتے رہیں۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر بیس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور نے جلسہ سالانہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری ستّر ہزار ہو چکی ہے جبکہ گزشتہ سال جلسہ سالانہ کی حاضری 32 ہزار تھی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے نومبایعین کی طرف تشریف لے گئے جو جلسہ گاہ کے احاطہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ نومبائعین نے بھی اپنے ہاتھ بلند کئے اور خوشی کا اظہار کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے پرجوش نعرے لگاتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچیوں نے گروپس کی صورت میں کورس کی شکل میں دعائیہ نظمیں پڑھیں۔

سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ سے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم محمد انعام غوری صاحب، ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے تیس نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت نکاحوں کی اس تقریب کے دوران تشریف فرما رہے۔

اجتماعی ملاقاتیں

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ سے دارالمسیح تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق مسجد اقصیٰ میں اجتماعی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات نو بجے تک جاری رہیں۔ اس دوران تین ہزار سے زائد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی بنتی رہیں۔ احباب ایک قطار کی صورت میں باری باری حضور انور کے پاس تشریف لاتے، سلام عرض کرتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کرتے۔ حضور انور بھی ازراہ شفقت بعض احباب سے گفتگو فرماتے۔

ملاقاتوں کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے اس تاریخی جلسہ سالانہ کی حاضری 70 ہزار تک پہنچی ہے اور ہندوستان کی تاریخ میں یہ کسی جلسہ کی سب سے زیادہ حاضری ہے۔ قادیان کی اس بستی میں 1891ء میں جلسہ سالانہ کا آغاز صرف 75 افراد کے ساتھ ہوا تھا اور آج اس پیاری بستی میں ہونے والے جلسہ میں 70 ہزار احباب شریک ہوئے۔ اور یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا تھا کہ 'يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَيَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ' کہ لوگ دور دور کے راستوں سے تیرے پاس آئیں گے۔ قادیان کے اس تاریخی جلسہ سالانہ میں جہاں ہندوستان کے تمام صوبوں کے دور دراز علاقوں سے تین تین چار چار دن کا ہزارہا کلومیٹر کا سفر طے کر کے لوگ قادیان پہنچے۔ وہاں پاکستان سے پانچ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل کئی قافلے پاکستان کی مختلف جماعتوں سے لمبے سفر طے کر کے قادیان پہنچے۔

ہندوستان سے باہر پاکستان کے علاوہ دنیا کے درج ذیل 45 ممالک سے اڑھائی ہزار سے زائد احباب دنیا کے کناروں سے جوق در جوق قادیان پہنچے۔

امریکہ، کینیڈا، فرانس، جرمنی، ناروے، بلجیم، انگلستان، سپین، آئر لینڈ، سویٹزرلینڈ، ڈنمارک، سویڈن، ہالینڈ، سعودی عرب، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، برونائی، سنگاپور، ملائشیا، ماریشس، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زیمبیا، غانا، نائیجیریا، ساؤتھ افریقہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، عمّان، کویت، شارجہ، ابوظبی، دوبئی، شام، کبابیر، بھوٹان، نیپال، برما، سری لنکا، جاپان، رشیا اور قرغیزستان۔

پریس اور میڈیا میں کورتج

پریس اور میڈیا میں حضور انور کے خطابات کی کورتج کا سلسلہ جاری ہے۔ آج درج ذیل اخبارات نے اپنی 28ردسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور اور جلسہ کے مناظر کی تصویر کے ساتھ حضور انور کے لجنہ سے خطاب کے بعض حصے شائع کئے۔

1۔ روزنامہ ہند سماچار (جالندھر) 2۔ Hindustan Times 3۔ روزنامہ اجیت سماچار 4۔ روزنامہ پنجاب کیسری 5۔ روزنامہ اتم ہندو (جالندھر) 6۔ روزنامہ امر اجالا (جالندھر)، 7۔ روزنامہ دینک جاگرن (جالندھر) 8۔ روزنامہ پنجابی ٹریبیون (چنڈی گڑھ) 9۔ روزنامہ اسپوکس مین (چنڈی گڑھ)، 10۔ روزنامہ جگ بانی (جالندھر)، 11 روزنامہ اجیت (جالندھر)، 12۔ روزنامہ دیش سیوک (چنڈی گڑھ)، 13۔ روزنامہ چڑھدی کلا (پٹیالہ)۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

ضروری گزارش

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر اوّل تحریک جدید کے بند کھاتے جاری کروانے کی تحریک فرمائی ہوئی ہے۔ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مخلصین جماعت اپنے بزرگ مرحومین کی طرف سے اپنی جماعتوں میں تحریک جدید کا چندہ ادا کر رہے ہیں۔ لیکن مرکز میں اس کی اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے متعلقہ کھاتوں میں اندراج نہ ہونے کے باعث یہ کھاتے بند متصور ہو رہے ہیں۔ اس لئے گزارش ہے کہ جو بھی مخلصین اپنے بزرگوں کی طرف سے ادائیگیاں کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں اس کی اطلاع ضروری تفصیلات کے ساتھ وکالت مال لندن میں بھجوادیں تا کہ ربوہ کے ریکارڈ میں ادائیگیوں کا اندراج کروایا جاسکے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

مقامِ محمودؓ نورالدینؓ کی نظر میں

جماعت احمدیہ بیلجیم کے رسالہ ’’السلام‘‘ جنوری، فروری 2005ء میں مکرم ابوالمنصور احمد صاحب کے قلم سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نظر میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ کے مقام کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ اس سے قبل اسی موضوع پر ۱۵؍فروری ۲۰۰۱ء اور ۱۶؍فروری ۲۰۰۲ء کے الفضل انٹرنیشنل کے شماروں میں اسی کالم میں یہ مضمون بیان ہو چکا ہے۔ بعض اضافی واقعات درج ذیل ہیں:

❁ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے 26 ستمبر 1912ء کو قادیان سے روانہ ہوئے تو ایک روز قبل ایک الوداعی تقریب منعقد کی گئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی تشریف لائے۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد بزرگوں نے تقاریر کیں اور دو طلبہ نے نظمیں پڑھیں۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ نے اس موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ: ’’حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ایام علالت میں ایک دن میں نے گھبرا کر بہت دعا کی تو میں نے خواب میں حضورؓ کو دیکھا کہ میاں صاحبؓ کو پکڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں: پہلے بھی اوّل تھے، اب بھی اوّل ہیں‘‘۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد جب آپؓ 3؍فروری 1913ء کو قادیان پہنچے تو سارا شہر آپؓ کے استقبال کے لئے جمع تھا۔ شہر کے باہر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی تشریف لے گئے اور آپؓ سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا۔

14 فروری 1913ء کو احمدیہ سکول کے طلباء نے آپؓ کے اعزاز میں دعوت دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ایک مختصر تقریر میں فرمایا کہ ’’بعض اَشخاص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ ہم کو میاں صاحب کے تشریف لانے کی خوشی میں کیا کرنا چاہئے اور ہم آپ سے اس لئے دریافت کرتے ہیں کہ حضور جو کچھ بھی تجویز فرمائیں گے وہ بہت ہی اعلیٰ وافضل ہوگا‘‘۔ اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ ’’تمام لوگ نماز ظہر کے بعد صلوٰۃ الحاجۃ پڑھیں اور میاں صاحب کیلئے دعا فرمائیں‘‘۔ چنانچہ لوگ مسجد نور میں چلے گئے جہاں ظہر کے بعد صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی گئی۔

❁ صرف دس سال کی عمر میں انجمن ہمدردانِ اسلام میں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے تقریر فرمائی۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ فرماتے ہیں: ’’تقریر کیا تھی علم و معرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نورالدینؓ کھڑے ہوئے ......اور آپ کی تقریر کی بے حد تعریف کی، قوتِ بیان اور روانی کی داد دی۔ نکاتِ قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا، جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے۔ نہایت اِکرام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آکر رخصت فرمایا‘‘۔

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی وفات سے قبل اپنے فرزند میاں عبدالحئی صاحب کو بلایا اور نصائح میں یہ بھی فرمایا: ’’حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور خدا کا برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ مجھے ان سے اتنی محبت تھی کہ جتنی میں نے ان کی اولاد سے (محبت) کی، تم سے نہیں کی......‘‘۔

محترم ملک غلام فرید صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؓ نے میاں عبدالحئی صاحب مرحوم کو فرمایا ’’میاں تم سے ہمیں بہت محبت ہے لیکن حضرت صاحب کی اولاد ہمیں تم سے بھی زیادہ پیاری ہے‘‘۔

❁ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کی آپؓ کے دل میں کتنی عزت تھی اس کے بارہ میں محترم مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنے مکان کی بیٹھک میں بعد نماز فجر حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو روزانہ قرآن شریف کے دو تین رکوع ترجمہ کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے جن کو سننے کے لئے کافی لوگ جمع ہوجایا کرتے تھے۔ عاجز بھی ان دنوں مدرسہ احمدیہ کا طالب علم تھا اور درس سننے کے لئے جایا کرتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب تشریف لاتے اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ جاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب آپ کو دیکھتے تو جس گدیلے پر آپ بیٹھے ہوتے اُس میں آدھا خالی کرکے فرماتے میاں آگے تشریف لائیے۔ اس پر حضرت میاں صاحب آپکے ارشاد کی تعمیل میں آپکے پاس بیٹھ جاتے۔ آپؓ کے دوسری طرف حضرت میاں بشیر احمد صاحب بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن جبکہ حضورؓ سورۃ النحل کا درس دے رہے تھے اور آیت لَاتَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا کا درس تھا تو حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ سے کہا میاں! میں آپ کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ آپ اس آیت کا مطلب بتائیں۔ اس پر حضرت میاں صاحب نے آہستگی سے اس کی تشریح بیان فرمائی جسے سن کر حضرت خلیفہ اولؓ نے صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میاں محمود احمد صاحب تو پاس ہوگئے ہیں، اب آپکا امتحان باقی ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کئی مرتبہ اپنے خطبات میں بیان فرمایا کہ بعض اوقات جب بیٹھے بیٹھے حضورؓ کی طبیعت خراب ہوجاتی تو آپؓ فرماتے کہ اب احباب تشریف لے جائیں اس پر اکثر احباب چلے جاتے مگر چند دوست پھر بھی بیٹھے رہتے۔ حضورؓ فرماتے اب نمبردار بھی چلے جائیں۔ اس پر وہ لوگ بھی اُٹھ جاتے لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اٹھنے لگتے تو حضورؓ فرماتے: میاں آپ مراد نہیں ہیں۔

❁ محترم مولانا ظہور حسین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن جب حضورؓ نے ایک خط سادہ لفافہ میں ڈال کر فرمایا کہ میاں محمود احمد صاحب کو دے آؤ۔ میں نے اسے پڑھا تو حیرانی کی حد نہ رہی کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت میاں صاحب کو اس طرح ادب اور محبت سے مخاطب کیا ہوا تھا جس طرح کسی بڑے بزرگ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مجھے اس وقت خیال آیا کہ اوہو! حضرت میاں صاحب کا اتنا بڑا مقام ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا کہ بازار میں بعض احمدیوں کے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کردے۔

❁ مکرم شوق محمد عرائض نویس آف لاہور بیان کرتے ہیں کہ 1903ء میں مَیں قادیان میں بغرض تعلیم مقیم تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بچپن میں ہی چلتے وقت نہایت نیچی نظریں رکھا کرتے تھے۔ اور چونکہ آپ کو آشوب چشم کا عارضہ عموماً رہتا تھا اس لئے کئی بار میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خود اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھوں میں دوائی ڈالتے دیکھا۔ وہ دوائی ڈالتے وقت عموماً نہایت محبت اور شفقت سے آپؓ کی پیشانی پر بوسہ دیا کرتے اور رخسار مبارک پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کرتے۔ ’’میاں تو بڑا ہی میاں آدمی ہے۔ اے مولا! اے میرے قادرِ مطلق مولا! اس کو زمانہ کا امام بنادے‘‘۔ بعض اوقات فرماتے: ’’اس کو سارے جہان کا امام بنادے‘‘۔ مجھ کو حضور کا یہ فقرہ اس لئے چبھتا کہ آپ کسی اَور کے لئے ایسی دعا نہیں کرتے تھے۔ چونکہ طبیعت میں شوخی تھی اس لئے میں نے ایک روز کہہ دیا آپ میاں صاحب کیلئے اس قدر عظیم الشان دعا کرتے ہیں، کسی اَور کے لئے کیوں نہیں کرتے۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا۔ ’’اس نے تو امام ضرور بننا ہے۔ میں تو صرف حصولِ ثواب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ورنہ اس میں میری دعا کی ضرورت نہیں‘‘۔ میں یہ جواب سن کر خاموش ہوگیا۔

❁ محترم قاضی رحمت اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں اپنا ایک رؤیا لکھا جس پر آپؓ نے تحریر فرمایا: ’’میرے بعد میاں محمود احمد خلیفہ ہوں گے‘‘۔

❁ 14 جون 1912ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا: ’’مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔ اُن کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے...... اور ایسا فرمانبردار ہے کہ تم میں سے ایک بھی نہیں۔‘‘

❁ آپؓ کے فرزند میاں عبدالوہاب عمر لکھتے ہیں: ’’حضورؓ فرمایا کرتے تھے کہ محمود کی خواہ کوئی کتنی شکایتیں ہمارے پاس کرے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہمیں تو اس میں وہ چیز نظر آتی ہے جو اُن کو نظر نہیں آتی۔ یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا اور اس سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا۔‘‘

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طبیعت ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر علیل تھی۔ آپ مسجد میں تو تشریف لے گئے مگر خطبہ کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کو ارشاد فرمایا۔ پھر جب حضرت صاحبزادہ صاحبؓ دس پندرہ دن کے لئے شملہ جانے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آپ کو رخصت کرتے وقت گلے لگایا اور پیار کیا اور فرمایا: ’’جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں بہت سی برکتیں دے‘‘۔

حضرت مصلح موعودؓ کی محبت الٰہی اور عبادات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 فروری 2005ء میں مکرم عبدالباسط شاہد صاحب کے قلم سے ایک مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کی محبت الٰہی اور عبادات کے بعض واقعات شامل اشاعت ہیں۔

❁ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ کا بیان ہے: ’’مرزا محمود احمد صاحب کو باقاعدہ تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ بڑے لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں۔‘‘

❁ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ نے بھی آپ کو تہجد کی نماز میں لمبے لمبے سجدے اور خشوع و خضوع سے دعائیں کرتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل میں ایک عجیب سوال پیدا ہوا۔ مکرم شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ: ’’آپ کے اس جوانی کے عالم میں جب کہ ہر طرح کی سہولت اپنے گھر میں حاصل ہے، زمینداری بھی ہے اور ایک شاہانہ قسم کی زندگی بطور صاحبزادہ، شہزادہ بسر کر رہے ہیں تو میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ آپ کو کس ضرورت نے مجبور کیا ہے کہ وہ تہجد میں آکر لمبی لمبی دعائیں کریں۔ یہ بات میرے دل میں بار بار یہ سوال پیدا کرتی تھی لیکن حضرت ممدوح سے پوچھنے کی جرأت نہ پاتا تھا لیکن ایک دن میں نے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 فروری 2005ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

چل دیا آج وہ فخر عصرِ رواں
جس کی ہستی پہ اس دَور کو ناز تھا
وہ کہ اپنے پرائے کا غمخوار تھا
وہ کہ اپنے پرائے کا دمساز تھا

دین احمد کی اس نے بقا کے لئے
مال اپنا دیا، اپنی جاں پیش کی
اپنی اولاد کو وقف اس نے کیا
اپنے افعال، اپنی زباں پیش کی

تشنگی کی یہ حالت رہی، عمر بھر
وہ شراب محبت ہی پیتا رہا
اس کی ہر سانس تھی بس خدا کے لئے
وہ محمدؐ کی خاطر ہی جیتا رہا

جرأت کر کے آپ سے جب کہ وہ حضرت خلیفہ اول کی صحبت سے اٹھ کر اپنے گھر کو جا رہے تھے راستے میں السلام علیکم کر کے روک لیا اور اپنی طرف متوجہ کر لیا اور نہایت عاجزی سے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں معافی مانگ کر پوچھا کہ وہ مقصد جس کے لئے آپ تہجد میں لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ اور نیز عرض کیا کہ میں بھی اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے دعا کروں گا تا کہ وہ غرض آپ کو حاصل ہو جائے۔ اس کے جواب میں حضرت ممدوح نے مسکرا کر فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا کرتے ہیں کہ خدا کے راستہ میں انہوں نے جو کام کرنا ہے اس کے لئے انہیں مخلص دوست اور مددگار میسر آجائیں‘‘۔

❁ حضورؓ اپنی نوجوانی کے ایام میں حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے گئے تو خدا تعالیٰ کے گھر کو دیکھ کر آپؓ پر جو محویت طاری ہوئی اس کے متعلق بیان فرماتے ہیں: ’’میں جب حج کے لئے گیا تو میں نے بھی یہی دعا مانگی تھی مگر یہ خیال حضرت خلیفہ اول ہی کی ایجاد سے تھا اور کہتے ہیں اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ ...... بے شک جب میں نے یہ دعا کی تو یہ بھی نقل تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مجھے یہ واقعہ یاد نہیں تھا بلکہ اتنا بھی خیال نہیں تھا کہ میں زندہ بھی ہوں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ میں مر چکا ہوں اور اسرافیل صُور پھونک رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ میری طرف چلے آؤ‘‘۔

مزید فرماتے ہیں: ’’جب حج کے لئے گیا تو میں نے سات قربانیاں کی تھیں۔ ایک رسول کریم ﷺ کی طرف سے، ایک حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے، ایک والدہ صاحبہ کی طرف سے، ایک حضرت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طرف سے، ایک اپنی طرف سے، ایک اپنی بیوی کی طرف سے اور ایک جماعت کے دوستوں کی طرف سے‘‘۔

❁ حضرت مصلح موعودؓ اپنی ایک سیر کا حال یوں بیان فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ میں دہلی گیا ہوا تھا۔ میری مرحومہ بیوی سارہ بیگم اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم نے امتحان پاس کیا تھا اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ امتحان پاس کرنے کے بعد میں تمہیں آگرہ اور دہلی وغیرہ کی سیر کراؤں گا۔ میں انہیں دہلی کا قلعہ دکھانے لے گیا۔ جب سیر کرتے کرتے ہم قلعہ کی مسجد کے پاس پہنچے تو میں نے اپنی بیوی اور بچی سے کہا کہ اب تو یہ قلعہ فوج کے قبضہ میں ہے۔ نہ معلوم یہاں خدا تعالیٰ کا ذکر کبھی کسی نے کیا ہے یا نہیں۔ آؤ ہم یہاں نماز پڑھ لیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں پانی منگوایا وضو کیا اور نماز پڑھی...... میں بہت دیر تک نماز میں مشغول رہا اور دعائیں کرتا رہا۔‘‘

❁ ایک نماز کے رہ جانے کے خیال سے جو حالت ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک دفعہ دفتر سے اٹھا تو مغرب کے قریب جبکہ سورج زرد ہو چکا تھا۔ مجھے یہ وہم ہو گیا کہ آج کام میں مصروف رہنے کی وجہ سے عصر کی نماز پڑھنی یاد نہیں رہی۔ جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو یکدم میرا سر چکرایا اور قریب تھا کہ اس شدت غم کی وجہ سے میں اس وقت گر کر مر جاتا کہ معاً اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یاد آ گیا کہ فلاں شخص نے مجھے نماز کے وقت آ کر آواز دی تھی۔ اس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پس میں نماز پڑھ چکا ہوں لیکن اگر مجھے یہ بات یاد نہ آتی تو اس وقت مجھ پر اس غم کی وجہ سے جو کیفیت ایک سیکنڈ میں ہی طاری ہو گئی تھی وہ ایسی تھی کہ میں سمجھتا تھا اب اس صدمہ کی وجہ سے میری جان نکل جائے گی۔ میرا سر یکدم چکرا گیا اور قریب تھا کہ میں زمین پر گر کر ہلاک ہو جاتا۔‘‘

❁ کم خورانی بھی صوفیاء کے نزدیک قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: ’’آجکل رمضان ہے اور روزہ کی وجہ سے زیادہ تقریر نہیں کی جاسکتی۔ دوسرے نیّر صاحب نے رات کو میجک لینٹرن کے ذریعہ سفر یورپ اور افریقہ کے حالات دکھائے ہیں۔ گو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے مگر سحری کو اس وقت آنکھ نہ کھلی جس وقت کھلنی چاہئے تھی اور میں دعا ہی کر رہا تھا کہ اذان ہو گئی اس لئے کھانا نہ کھا سکا۔ میں آجکل شام کو کھانا نہیں کھایا کرتا بلکہ سحری کو کھاتا ہوں لیکن آج سحری کو بھی نہ کھا سکا۔ اس وجہ سے لمبی تقریر کرنا مشکل ہے تاہم میں کوشش کروں گا کہ جس قدر ہو سکے بیان کروں کیونکہ احباب دور دور سے آئے ہیں۔‘‘

❁ حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ کی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے آپ کی نوعمری کے باوجود آپ کو امام الصلوٰۃ اور خطیب مقرر کیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ جب حضورؓ سے کسی نے اس امر کے متعلق دریافت فرمایا تو فرمایا: ’’قرآن کریم نے تو ہمیں یہ بتایا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ، مجھ کو جماعت میں میاں صاحب جیسا کوئی متقی بتا دیں۔‘‘

❁ حضرت مصلح موعودؓ نے شروع سے ہی اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دیا تھا اور کسی دنیوی کام اور دھندے کی طرف رغبت نہ رکھی تھی۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں: ’’حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ایک دن ہمارے نانا جان والدہ صاحبہ کے پاس آئے اور انہوں نے غصہ میں رجسٹر زمین پر پھینک دیئے اور کہا کہ میں کب تک بڈھا ہو کر بھی تمہاری خدمت کرتا رہوں اب تمہاری اولاد جوان ہے اس سے کام لو اور زمینوں کی نگرانی ان کے سپرد کرو۔ والدہ نے مجھے بلایا اور رجسٹر مجھے دیدیئے اور کہا کہ تم کام کرو تمہارے نانا یہ رجسٹر پھینک کر چلے گئے ہیں۔ میں ان دنوں قرآن اور حدیث کے مطالعہ میں ایسا مشغول تھا کہ جب زمینوں کا کام مجھے کرنے کے لئے کہا گیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ مجھے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ جائیداد ہے کہ بلا۔ اور وہ کس سمت میں ہے مغرب میں ہے یا مشرق میں شمال میں ہے یا جنوب میں۔‘‘

❁ حضورؓ کی عبادت میں انہماک کے متعلق حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحبؓ لکھتے ہیں: ہم دھرم سالہ پہنچے مگر وہاں بارش کی زیادتی کی وجہ سے آب وہوا ناموافق ثابت ہوئی اس لئے ڈلہوزی میں مکان تلاش کرا کر وہاں پہنچ گئے۔ یہاں کی آب وہوا موافق رہی۔ ایک روز حضورؓ نے بعض ساتھیوں کو ہمراہ لے کر دو تین میل کے فاصلے پر جنگل میں دعا کی۔ اس غرض کے لئے دو رکعت نماز باجماعت ادا کی۔ باوجودیکہ حضور کو انفلوئنزا کے گزشتہ حملہ کی وجہ سے کمزوری لاحق تھی اور قریب ہی میں بخار کا حملہ بھی ہو چکا تھا مگر دعا کے لئے اس قدر لمبے سجدے حضور نے کئے کہ مقتدی تھک تھک گئے مگر حضور نے دعا کو جاری رکھا اور ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد وقت میں دو رکعت نماز ادا کی۔

❁ مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور اپنے طویل مشاہدے کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ’’یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور اگرچہ عام انسان تھے لیکن حضور کے کاموں کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ اس خاص انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی خاص تعلق ہے اور اس کی خاص تائید اس کے شامل حال ہے چنانچہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ حضور کو کسی ایسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی ہے جو عام حالات میں قریباً ناممکن الحصول ہوتی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے حصول کے سامان ہو جایا کرتے تھے گویا اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضور کے منشاء کی تکمیل میں لگ جایا کرتے تھے۔‘‘

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: چند سال ہوئے مجھے ایک مکان کی تعمیر کے لئے روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے اندازہ کرایا تو مکان کے لئے اور اس وقت کی بعض ضروریات کے لئے دس ہزار روپیہ درکار تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جائیداد کا کوئی حصہ بیچ دوں یا کسی سے قرض لوں۔ اتنے میں ایک دوست کی چٹھی آئی کہ میں چھ ہزار روپیہ بھیجتا ہوں۔ پھر ایک تحصیلدار دوست نے لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمیں دس ہزار روپیہ کی ضرورت تھی اس میں سے چھ ہزار تو مہیا ہو گیا ہے باقی چار ہزار تم بھیج دو۔ مجھے تو اس کا کوئی مطلب سمجھ نہیں آیا۔ اگر آپ کو کوئی ذاتی ضرورت یا سلسلہ کے لئے درپیش ہو تو میرے پاس چار ہزار روپیہ جمع ہے وہ بھیج دوں۔ میں نے انہیں لکھا کہ واقعی صورت تو ایسی ہی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح ہوا ہے۔

❁ ایک بار فرمایا: ’’میں اسی قادر و توانا خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ باوجود ایک سخت کمزور انسان ہونے کے مجھے خدا تعالیٰ نے ہی خلیفہ بنایا ہے اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے آج سے بائیس تئیس سال پہلے مجھے رؤیا کے ذریعہ یہ بتا دیا تھا کہ تیرے سامنے ایسی مشکلات پیش آئیں گی کہ بعض دفعہ تیرے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوگا کہ اگر یہ بوجھ علیحدہ ہو سکتا ہو تو اسے علیحدہ کر دیا جائے مگر تُو اس بوجھ کو ہٹا نہیں سکے گا اور یہ کام بہرحال نباہنا پڑے گا۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔‘‘

❁ خدا تعالیٰ پر توکل کا اندازہ آپؓ کے اِس پُرشوکت انداز سے کیا جاسکتا ہے۔ فرماتے ہیں: ’’میں بے شک انسان ہوں خدا نہیں ہوں مگر میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ مجھے جو بات کہنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے میں اسے چھپا نہیں سکتا۔ مجھے اپنی بڑائی بیان کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اِس وقت تک اس شرم کی وجہ سے رُکا رہا ہوں لیکن آخر خدا تعالیٰ کے حکم کو بیان کرنا ہی پڑتا ہے۔ میں انسانوں سے کام لینے کا عادی نہیں ہوں۔ تم بائیس سال سے مجھے دیکھ رہے ہو اور تم میں سے ہر ایک اس امر کی گواہی دے گا کہ ذاتی طور پر کسی سے کام لینے کا میں عادی نہیں ہوں حالانکہ اگر میں ذاتی طور پر بھی کام لیتا تو میرا حق تھا مگر میں ہمیشہ اس کوشش میں رہتا ہوں کہ خود دوسروں کو فائدہ پہنچاؤں مگر خود کسی کا ممنون احسان نہ ہوں۔ خلفاء کا تعلق ماں باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس سے اس کے ماں باپ نے خدمات نہ لی ہوں گی مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی سے ذاتی فائدہ اٹھانے یا خدمات لینے کی میں نے کوشش کی ہو۔ میرے پاس بعض لوگ آتے ہیں کہ ہم تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں، آپ اپنی پسند کی چیز بتا دیں مگر میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ آج تک ہزاروں نے مجھ سے یہ سوال کیا ہوگا مگر ایک بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اس کا جواب دیا ہو۔ میرا تعلق خدا تعالیٰ سے ایسا ہے کہ وہ خود میری دستگیری کرتا ہے اور میرے تمام کام خود کرتا ہے۔‘‘

نیز فرمایا: ’’میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بالکل سید عبدالقادر جیلانیؒ والا ہے۔ وہ میرے لئے اپنی قدرتیں دکھاتا ہے مگر نادان نہیں سمجھتا ہے۔ یہ زمانہ چونکہ بہت شبہات کا ہے، اس لئے میں تو اس قدر احتیاط کرتا ہوں کوشش کرتا ہوں دوسروں سے زیادہ ہی قربانی کروں۔

پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا اور تم بھی یہ نصرت اس طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اور اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔ جب تم سے مشورہ مانگا جائے مشورہ دو ورنہ چپ رہو۔ ادب کا مقام یہی ہے۔ لیکن اگر تم مشورہ دینے کے لئے بیتاب ہو تو بغیر پوچھے بھی دیدو مگر عمل وہی کرو جس کی تم کو ہدایت دی جائے۔ ہاں صحیح اطلاعات دینا ہر مومن کا فرض ہے اور اس کے لئے پوچھنے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ باقی رہا عمل اس کے بارہ میں تمہارا فرض صرف یہی ہے کہ خلیفہ کے ہاتھ اور اس کے ہتھیار بن جاؤ تب ہی برکت حاصل کر سکو گے اور تب ہی کامیابی نصیب ہوگی۔‘‘

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 فروری 2005ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

اے تخیّل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے
تا سرِ عرشِ بریں تیری اگر پرواز ہے
تُو میرے محمود کے احسان کی تصویر کھینچ
نقش اُن کے حسن کا در پردۂ تحریر کھینچ
پنجۂ تسخیر سے بالا مہِ کامل نہیں
توڑنا تارے فلک کے یہ کوئی مشکل نہیں
پر احاطہ مردِ کامل کا بہت دُشوار ہے
یہ وہ نکتہ ہے جہاں ادراک بھی لاچار ہے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 | Friday February 10, 2006 | Issue No. 06

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

لجنہ کے نظام کو تربیت کے معاملہ میں بہت فعال ہونا چاہئے۔ نومبائعات کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔

معمولی سی بھی کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے شرک کی بُو آتی ہو۔ چالاکیاں، ہشیاریاں، مکروفریب، جھوٹ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو شرک کی طرف لے جانے والی ہیں۔

(جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مستورات سے خطاب)

اگر آج مسلمان اپنا اسلام زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو سوائے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے پیچھے چلنے کے اور کوئی راستہ نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مقام خاتم النبیینؐ کی وضاحت۔ آج احمدی ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے مقام خاتم النبیینؐ کو صحیح معنوں میں پہچانا ہے اور احمدی ہی ہیں جنہوں نے خاتم النبیین، محسن انسانیت کے صلح و آشتی اور محبت کے پیغام کو اکناف عالم میں پہنچانا ہے۔

(جلسہ سالانہ قادیان سے اختتامی خطاب)

تعلیمی اسناد کی تقسیم، اجتماعی ملاقاتیں، پریس میڈیا میں کوریج

(قادیان دارالامان میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

27/دسمبر 2005ء بروز منگل:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

آج جلسہ سالانہ قادیان کا دوسرا دن تھا۔ صبح حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دارالمسیح سے لجنہ جلسہ گاہ میں لجنہ سے خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔ لجنہ جلسہ گاہ مسجد ناصر آباد سے ملحقہ گراؤنڈ میں تیار کی گئی تھی۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت سٹیج اور مختلف زبانوں میں لکھے ہوئے بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ جلسہ گاہ میں داخل ہونے کے لئے مختلف دروازے بنائے گئے تھے اور تمام راستوں کو جھنڈیوں اور مختلف بینرز جن پر ''اَهْلًا وَّسَهْلًا وَّمَرْحَبًا''، ''اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر'' اور دیگر استقبالیہ اور دعائیہ کلمات کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ جونہی حضور انور جلسہ گاہ پہنچے خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا جو امتہ الرحمٰن خادم صاحبہ نے کی۔ بعد ازاں عزیزہ صفیہ حبیب صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

تقسیم تعلیمی اسناد

اس کے بعد تقسیم اسناد کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سالوں میں ہندوستان اور پاکستان سے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو تعلیمی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔ اس تقریب میں ہندوستان سے تعلق رکھنے والی ایک طالبہ جب کہ پاکستان کی 33 طالبات یا ان کے عزیزوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے تعلیمی اسناد حاصل کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب کے لئے مبارک فرمائے۔

لجنہ اماء اللہ سے خطاب

اس کے بعد پونے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت کریمہ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (التغابن:14) کی تلاوت کی اور فرمایا:

آپ احمدی خواتین ان خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلام صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو آپ کو ملا ہے لیکن اس انعام کا فائدہ تب ہوگا جب آپ اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی جو ایک مومنہ عورت میں ہونی چاہئیں۔ جن کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی۔ جس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں ان میں سب سے اہم اور ضروری چیز ایک خدا پر یقین اور ہر معاملے میں اس پر توکل ہے۔ جب آپ کے دل اس یقین سے پُر ہو جائیں گے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی ذات ہے جس کے آگے ہر معاملے میں جھکنا ہے، ہر ضرورت کے وقت اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ نہ بھی ضرورت ہو تو اس کی عبادت اس کے حکموں کے مطابق کرنی ہے۔ اُسی سے مانگنا اور اُسی پر توکل کرنا ہے۔ تو یقیناً اس بات کی ضمانت دی جاسکتی ہے کہ ایسی عورتیں کامیاب ہوں گی۔ اور اس کے ساتھ اس بات کی بھی ضمانت دی جاسکتی ہے کہ احمدیت کی نئی نسلیں نیکیوں میں سبقت لے جانے والی اور خدا پر ایمان لانے والی ہوں گی۔ ان باتوں پر عمل کرنے والی ہوں گی جن کا خدا اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔ اس تعلیم پر چلنے والی ہوں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے۔

حضور نے فرمایا: خدا کرے کہ آپ میں سے ہر ایک اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے والی ہو اور ان خاص دنوں میں جو میسر آئے ہیں دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتی رہیں۔ اپنے جائزے لیتی رہیں کہ کس حد تک آپ کو خدا کی وحدانیت پر یقین ہے۔ کہاں تک آپ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے والی ہیں۔ کہاں تک آپ کے دل اور ایمان میں یہ بات راسخ ہے کہ جیسے بھی حالات ہو جائیں، جو بھی ہم پر گزر جائے، ہم نے اللہ کی عبادت اور اس پر توکل کرتے جانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل ہم اپنے ماحول میں ہر طرف دیکھتے ہیں کہ دنیا خدا کو بھُلا بیٹھی ہے، مذہب کی طرف اور خدا اور اس کی عبادت کی طرف بہت کم توجہ ہے اور اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے قدرتی طور پر احمدی کچھ نہ کچھ متأثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مَیں نے کہا کہ ہر وقت جائزے لیتے رہنا ہوگا تاکہ کوئی بھی اگر خدانخواستہ اس ماحول سے متأثر ہو رہا ہے تو اس کو اپنی اصلاح کا موقع مل سکے۔

حضور انور نے فرمایا: ملاقاتوں کے درمیان مَیں بعض دفعہ جائزے لیتا رہتا ہوں۔ ان جائزوں اور بعض رپورٹوں سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جیسے ایک احمدی کو عبادت گزار ہونا چاہئے، خدا کی ذات پر کامل توکل ہونا چاہئے وہ معیار کم ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہئے تاکہ اصلاح کا موقع ملے۔ اس سے پہلے کہ معاشرے کی برائیاں ہم تک پہنچ سکیں ہم اللہ کے حضور جھکتے ہوئے ان سے اللہ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا: فی زمانہ سب سے بڑی برائی جو بڑی خاموشی سے انسان پر حملہ کرتی ہے وہ شرک ہے۔

حضور نے شرک کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اگر جائزہ لیا جائے تو کتنے ہی بُت ہیں جو انسان نے اپنے اندر بنائے ہوئے ہیں۔ بعض لوگ انسان کو اپنا بُت بنا لیتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہماری عورتیں عموماً بچوں کے معاملہ میں بڑی وہمی ہوتی ہیں۔ بعض باتونی عورتوں کی باتوں میں آکر ان کی خوب خدمت کرتی ہیں۔ ان سے متأثر بھی ہو رہی ہوتی ہیں، ان سے تعویذ گنڈے بھی لیتی ہیں۔ یہ سب لغویات بلکہ شرک ہے۔ تعویذ گنڈے کرنے والی عورتوں کا جائزہ لیں تو شاید وہ نماز بھی نہ پڑھتی ہوں۔ جو شخص مسلمان کہلانے کے بعد نماز بھی نہیں پڑھتا اس سے آپ کیا امید رکھتی ہیں کہ اس کا کس طرح خدا سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی اتنی تاکید فرمائی اور ساری زندگی نماز کی پابندی فرمائی لیکن آج کل کے پیر، فقیر اور اس قسم کی عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے خدا کو پا لیا اس لئے ہمیں عبادت کی ضرورت نہیں۔ یہ سب ڈھکوسلے اور فریب ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ احمدی عورتیں بھی تعویذ گنڈے کرنے والی عورتوں کے دام میں پھنس جاتی ہیں۔

حضور انور نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؓ کے بچے فوت ہو جاتے تھے۔ اپنے ایک بچے کو نہلا رہی تھیں تو دیکھا تعویذ گنڈے کرنے والی عورت سامنے کھڑی ہے۔ اس عورت نے کہا اگر بچے کی زندگی چاہتی ہو تو مجھے یہ کچھ دو۔ انہوں نے جواب میں کہا: مَیں شرک نہیں کروں گی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں